

جامعہ حمدانیہ کراچی پیشنا کا ترجمان

الحمد لله رب العالمین

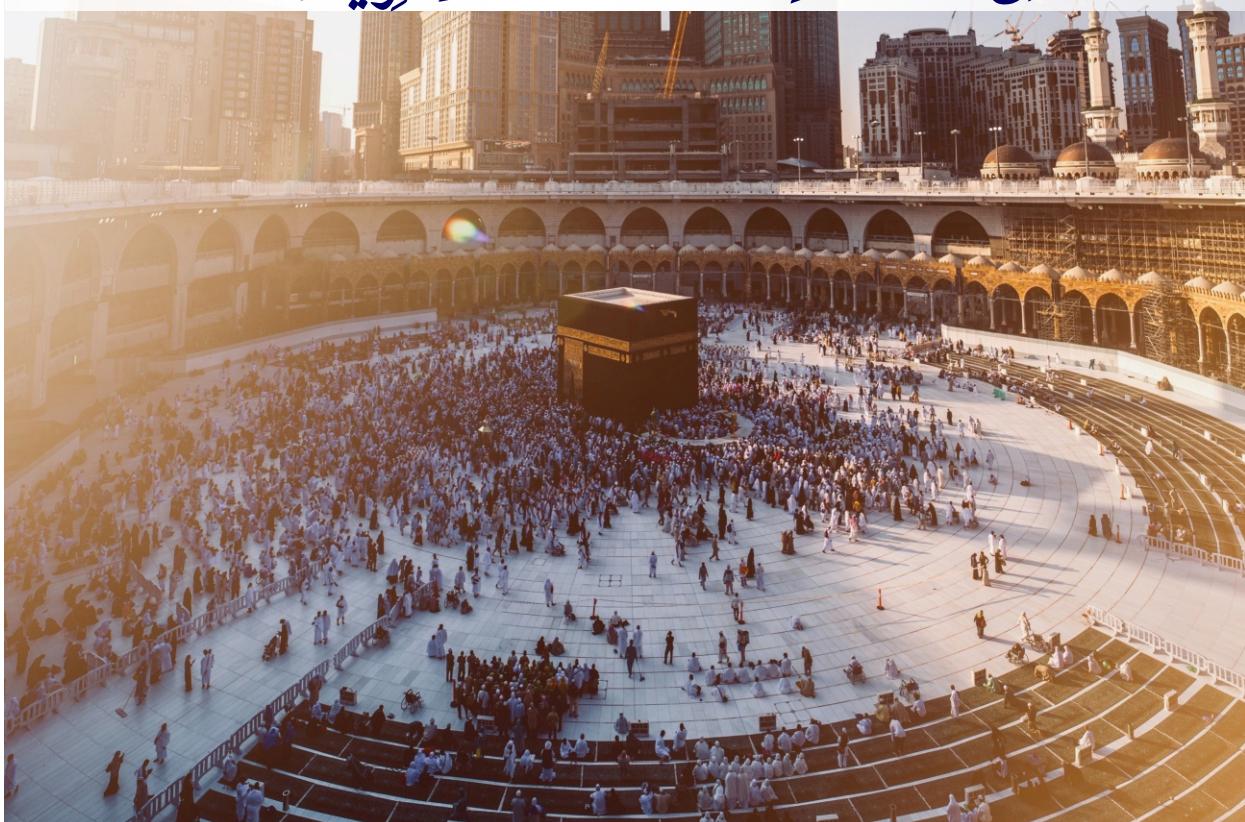
جلد نمبر 27

شماره نمبر 12

اگست 2021ء

ذوالحجہ 1442ھ

لَبَّيْكَ، اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ،
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ



Caresse Naturals

Hand Wash



Thick gel gives more washes
compared to other brands



بیان
 مُرشدِ المُؤمِنین حَمَادُ اللَّهِ الْمَبْوُی
 قَبْلَ الْقَاتِلِ حَمَادُ اللَّهِ الْمَبْوُی
 بَنْ
 پیغمبر نبی شریعت عَبْدُ اللَّهِ الْمَبْوُی
 یا اکابر اسلاف نبی شریعت عَبْدُ اللَّهِ الْمَبْوُی
 صدر
 حَمَادُ اللَّهِ الْمَبْوُی حَمَادُ اللَّهِ الْمَبْوُی

مضمون نگار حضرات سے ضروری گزارش!

..... ماہنامہ الحمد لله، ملت اسلامیہ کی پاسبانی و رہنمائی کرنے والا ادارہ جامعہ حمادیہ کراچی کا ترجمان ہے، اس لیے مضامین میں اُس کی فکر کو خاص طور پر بلوڑ کھیلیں۔
 ۲..... مضامین علمی، فقہی، ادبی، اصلاحی کسی بھی انداز کے ہو سکتے ہیں، لیکن کوشش کی جائے کہ اپنی بات جامعیت و اختصار کے ساتھ پیش کی جائے۔ مضمون کو غیر ضروری طول دینے سے احتراز کیا جائے۔

<small>رسالہ</small>	زرسالہ	قیمت فی پرچ
اندرون ملک = 400 روپے		
بیون ملک	USD: 35\$	اندرون ملک = 35 روپے
	بذریعہ جاکش	اکاؤنٹ نمبر: 9444-9
+92-300-1201016		سل کر شل بیک شامل ہوں گے تو 1036

الحمد لله

ماہنامہ REG.NO. M.C 898

شمارہ نمبر 12 جلد نمبر 27 ذی الحجه 1442ھ ۲۰۲۱ء

بیرون ملک نمائندے

قاری محمد قابض حساب مکرمہ	مولوی محمد حیات حساب مدینہ
شیخ مطیع الرحمن حساب جده	مولانا حسینی البشیر حساب جده
جناب عالیٰ حسن حساب (اکینہ انداز)	جناب احناذ الرحمن حساب (اکینہ انداز)

مدیر منظم

مولانا شاہد عالی اللہ حسب

مجلس مشاورت

مولانا حسین محمد مظہر حسب	مولانا ناصر عالی اللہ حسب
مولانا مفتی عاصم عالی اللہ حسب	پروفیسر مصباح احرفان حسب



Jamia Hammadia

Karachi, Pakistan

فهرست

مشکوہ نبوت

اسلام اور عدل و انصاف

دعا فرمید جنہیں کوئا نہ بدل لواٹ فدا شرمند کے

14

تودھدایت

تفسیر سورۃ اعراف
آیت نمبر 183 تا 173

دعا فرمید جنہیں کوئا نہ بدل لواٹ فدا شرمند کے

08

بصیرت و بصرات

دوا، تم واقعات

حضرت مولانا قاسم عبداللہ حساب کے

03

مقالات و مضامین

حج بیت اللہ رحمانی تربیت
کا ایک بہترین ذریعہ

ریمان اختر

موجودہ عالمی حالات
اور غزوہ خندق کا پیغام

حضرت مولانا مفتی جیش صاحب

جامعہ کے
شب و روز

حضرت مولانا مفتی جیش صاحب

عشرہ ذی الحجه
کی فضیلت

جناب امداد فر

اشاعت دین میں
خواتین کا کردار

مفتقی رضا علی صاحب

سنہری باتیں

حضرت مولانا مفتی جامیں عبداللہ حساب

سیرت ابی النبی اللہ علیہ السلام
لمحہ بالمحہ

حضرت مولانا مفتی جیش صاحب

مرحومین کی جانب
سے قربانی کا حکم

ڈاکٹر محمد نجیب نائیں سنجھی

طب و
صحت

حکیم محمد نور حساب

59

حضرت مولانا مفتی جامیں عبداللہ حساب کے

دارالافتاء

61

حضرت مولانا حافظ بلاع عبدالغفریں حساب کے

راز بستہ

نوٹ: مقالات و مضامین سے ادارے کا تتفق ہو نہ ہو روی نہیں ہے۔ (ادارہ)

2

اپنے واقعات

مولانا قاسم عبد اللہ صاحب (صدر جامعہ حمادیہ)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الظَّاهِرُ كَيْفَ الْأَنْبِيَاءُ إِذَا مُهَشِّئُوا وَكَيْفَ الْأَوْصَانُ الْجَمِيعُونَ فِي الْعَيْنِ

گذشتہ چند دنوں میں مملکتِ عظیم میں دو اہم واقعے رونما ہوئے، ایک واقعہ نہایت ہی خوش آئند اور مدارس کے باہمی اعتماد اور قلبی تعلق کو روشناس کرتا ہے، جب کہ دوسرا واقعہ نہایت ہی دلخراش اور تکلیف دہ ہے جو کہ فرد واحد کی طرف سے انجام دیا گیا ہے۔

17 جون ۲۰۲۱ء بروز جمعرات کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی صدارت اور نظامت علیا کے لیے دارالعلوم زکریا اسلام آباد میں اجلاس ہوا۔ عام انتخابات کے بر عکس یہاں پر موجود ہر شخص ایک دوسرے کو ترجیح دے رہا تھا، آپس میں محبت کے عجیب انداز تھے۔ نہ ہارس ٹریننگ کی سُنوائی، نہ صدارتی کرسی کے لیے جھوٹے وعدے، نہ آسمان سے چاند تارے توڑنے کی ہاںک، نہ ایک دوسرے کے خلاف سازش یا گھٹیا الزامات باوجود یہ کہ یہ بھی انتخابات تھے، لیکن بڑے پروقار انداز میں انجام پذیر ہوئے۔ فضا میں ایسا لگتا تھا جیسے خلوص اور محبت گھوول دی گئی ہے۔ ان انداز کی جھلک شیخ الاسلام مفتی تقی عنہی مدظلہ کے اس بیان سے لگائی جاسکتی ہے۔ فرمایا:

میں تجویز دیتا ہوں کہ مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر مدظلہ ہی صدر رہیں۔ اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ کمزور ہیں، خود نہیں آسکتے، مجلس اور مینینگز میں شرکت نہیں کر سکتے تو میں اس پر واقعہ سناتا ہوں ”دارالعلوم“ دیوبند کے ہمیشہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے دیکھا کہ اساتذہ تا خیر سے آرہے ہیں تو انہوں نے یہ علاج سوچا کہ صحیح مدرسے کے دروازے کے ساتھ چار پائی لگا کر بیٹھ جاتے، اور ہر آنے والے استاد کو سلام کرتے، یوں چند ہی دن میں سب وقت پر آنے لگے۔ البتہ صدر مدرس مولانا یعقوب نانو تو یہ جب گھر سے نکلتے تو کوئی دم کرواتا، کوئی توعید لیتا، کوئی دعا کرواتا تو

لوگوں کی دلجوئی میں حضرت تاجر سے پہنچتے، تو حضرت رفیع الدین صاحب نے سرپرست اعلیٰ حضرت گنگوہیؒ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے تو حضرت نے فرمایا کہ: ”اگر مولانا یعقوب نانوتیؒ ایک دفعہ پورے دن میں دارالعلوم کا چکر لگایا کریں تو بھی سودا مہنگا نہیں کہ ان کا نفس وجود ہی باعث برکت ہے۔“

اسی طرح قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب حفظہ اللہ نے وفاق المدارس کی مجلس شوریٰ کے اراکین اور قائدین سے مخاطب ہو کر کہا کہ

”اگر کوئی ڈنڈا لگا تو پہلے ہمارے سر پر لگے، آپ کو نہیں لگنے دیں گے، وفاق المدارس ہمارے لیے سائبان اور چھٹ ہے، جس کے نیچے ہم سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نے بڑے مضبوط لمحے میں کہا کہ ”وفاق المدارس ہے اور رہے گا، اس کے خلاف ہر سازش ناکام ہو جائے گی۔“ (ان شاء اللہ)

ایک طرف مختلف حکومتوں کی طرف سے آزمائے جانے والے مختلف ہنکنڈے کہ ”وفاق المدارس“ کی بیکھتی پارہ پارہ ہو جائے اور ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے اس عظیم دینی بورڈ کے زیر انتظام دی جانے والی دینی تعلیم ختم ہو جائے، بالخصوص ماہ رمضان المبارک میں جو گھناؤنی سازش حکومت نے اختیار کی تھی، اس کو دیکھ کر بظاہر ایسا لگ رہا تھا کہ مادی دنیا میں یہ سازش کارگر رہے گی، لیکن اتحاد و اتفاق نے سب کچھ پارہ پارہ کر دیا۔ اس اجلاس کے بعد ساری کاؤنٹیاں چکنا چور ہو گئی، وہ لوگ جو مدارس میں پڑنے والی دراثت پر خوشی کے مارے پھولے پھولے نہیں سمارہ ہے تھے، اجلاس کے بعد ان کے چہرے پر سفیدی کھنڈ گئی تھی۔

الحمد للہ! ملک کے طول و عرض سے ۱۳۰۰ سے زائد علماء کرام و مشائخ نظام کی شرکت اور پرانے نظام کو اختیار کرنے نے یہ ثابت کر دیا کہ ”مدارس اپنے نظام تعلیم پر مطمئن ہیں، اور وفاق المدارس کی چھتری تسلیم اتحاد اتفاق سے رہنے کے خواہاں ہیں“۔

ایک طرف محبت کے یہ سند یہیں، لیکن دوسری طرف لاہور میں ہونے والا ایک افسوس ناک واقعہ جس کو بنیاد بنا کر مدارس و مساجد کے خلاف ایک باقاعدہ مہم شروع کر دی گئی، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے تمام مدرسون کے تمام افراد (معاذ اللہ) اس گندگی میں لمحڑے ہوئے ہیں باوجود یہ کہ علماء نے اس واقعہ کی واشگاف لفظوں میں مذمت بھی کی اور ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سزاد ہیں کا بھی مطالبہ کیا اور اس شخص کے ساتھ اپنے ہر قسم کے تعاون و تناصر سے بھی دست کش کر لیا۔

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ مدارس کے نظام میں بھی بعض خرابیاں در آئی ہیں، بہت سے ایسے افراد جن کو دین سے تو دچپی نہیں ہوتی لیکن وہ طالبعلم اور علماء کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اور بعد میں اس پاکیزہ نظام کے لیے دھبہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس سب کے بعد بھی میں پورے شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ الحمد للہ پورے ملک میں مدارس کا تعلیمی نظام مضبوط بھی ہے اور خیر پر مشتمل بھی۔ ساتھ ہی ساتھ میں مدارس کی انتظامیہ سے بھی اس حوالے سے یہ درخواست کروزگا کہ ہمیں اپنے نظام پر توجہ دینی چاہیے اور موجودہ خامیوں کے بھی ازالہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بشری نظام ہونے کے ناطے بعض خرابیاں پیش آ جاتی ہیں، لہذا انہیں بھی دور کرنا چاہیے۔

اور وہ حضرات جو اس واقعہ کو بنیاد بنا کر مدارس کے خلاف زمین و آسمان کو سر پر اٹھائے ہوئے تھے، اگلے چند دنوں میں پیش آنے والے ایک اسکول ٹیچر کے واقعہ پر لب بند، چپ سادھے ہوئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اس قسم کے واقعات صرف مدارس میں ہوتے ہیں، اور سزا کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں، جب

کہ اگر ملکی سطح پر دیکھا جائے تو چیزِ مین نیب سے لے کر وزیر اعظم تک بلکہ حد تھی ہے کہ ایسے بہت سے واقعات کی نسبت قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف بھی سنی جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم قومی سطح پر حد درجہ گراوٹ اور تنزیلی کا شکار ہو چکے ہیں، مختلف محکموں میں اس قسم کے واقعات کی بازگشت سنائی دیانا معمول ہے، لیکن اس پر کسی ”کارروائی کا مطالبہ یا اس ادارے کو بند کرنے کی خواہش یا اس مزاج اور نظام کے حامل کو سوں میل دور تمام افراد پر تھمت“، اس لیے نہیں لگائی جاتی کہ یہ لوگ داڑھی اور ٹوپی کے بغیر ہوتے ہیں، وہ بظاہر مذہب پر چلنے کی کوشش کرنے والوں میں سے نہیں ہوتے، اس لیے ان کے جنم پر لب سی لیے جاتے ہیں۔ لیکن اگر عرصہ دراز میں کوئی حادثہ مدارس میں رونما ہو جائے تو سب کو موردِ اذام ٹھرا یا جاتا اور ایک تھتوں کا نہ تھنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بہت سی بیماریاں ہماری قوم میں من جیثِ القوم پیدا ہو چکی ہیں، اس نازک صورتحال میں نظام ہائے زندگی کی تقسیم کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نظام کو نشانہ بنانا اور دوسرا پر خاموشی کی مہربثبت کرنا ملک و ملت کے مفاد میں نہیں۔ ہمیں مجموعی طور پر اس ناسور سے جان چھڑانی ہو گی، جس کا آسان حل شریعت کی روشنی میں سزاوں کا نفاذ ہے۔

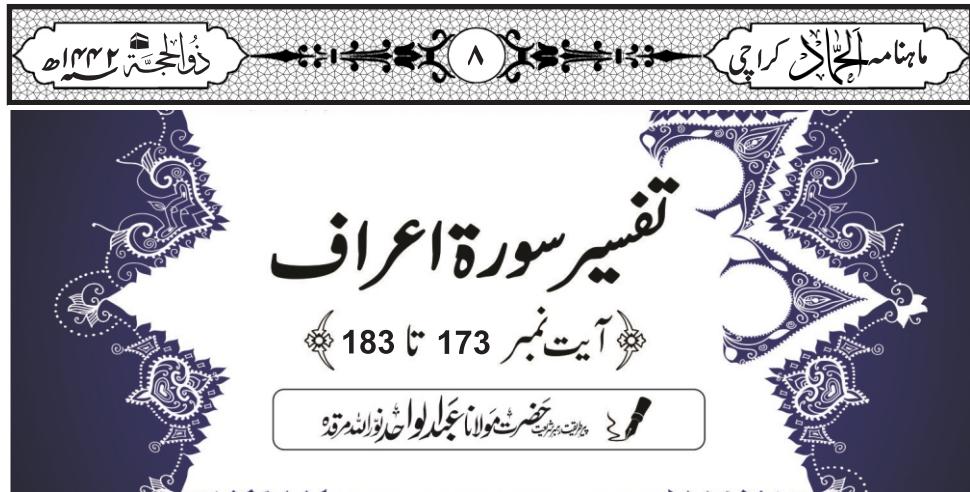
اور ہماری قوم کو بھی یہ بات سمجھنی ہوگی کہ مدارس کے خلاف شروع ہونے والی جنگ، جس میں ماؤل مدرسہ اور اس جیسے بہت سے ناکام منصوبے شامل ہیں، جن میں ارباب اقتدار کو خاک چھانتی پڑی۔ اور مدارس اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب رہے، اور عوام کا اعتماد ان پر برقرار رہا، اب اس کے بعد بڑی شدت سے اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طرح عوام میں مدارس اور علماء کرام کے بارے میں بد اعتمادی کی نصا قائم کر دی جائے ان کے مضبوط رشتے میں دراڑ پیدا کر دی جائے جس کے لیے مختلف قسم کی کوششیں کی جا رہی ہیں، ان میں سے ایک لاہور کا واقعہ اور پھر اس کے بعد عبد القوی نامی شخص جو کہ لقب ”مفتش“ کے بھی دعویدار ہیں، ان کی بھی ویڈیو منظر عام پر آئی۔ باوجود یہ کہ ہم سر عالم کہہ رہے ہیں کہ

”جرم جرم ہوتا ہے“ اس کا کوئی قبیلہ اور خاندان نہیں ہوتا، جس شخص سے بھی جرم سرزد ہواں کو بلا تفریق سزا دی جائے۔ اس سارے منصوبے کا مقصد یہ ہے کہ اس قوم کو دین سے دور کر کے اپنیں کی تاریخ دہراتی جائے (اللہ پناہ میں رکھے) اس لیے کہ جب تک مدارس آباد ہیں، ان کے منصوبے خاک میں ملتے رہے ہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

بات اگر گناہ کی کی جائے یا ملکی قانون کی خلاف ورزی کی جائے تو اس باب میں اگر فیصلہ نکالی جائے تو عصری تعلیم یافتہ افراد کی شرح واضح طور پر زیادہ ہے، اور یہ بات روز و روشن کی طرح عیاں ہے، آپ سرکاری حکاموں کی حالت زار دیکھیں، شعبہ پولیس کی رشوت ستانی سین، شعبہ انصاف کی نا انصافی، پارلیمنٹ کی کرسی پر جمع ہوئے افراد کی کرپشن کے چرچے پوری دنیا میں ہیں اس کے مقابلے میں وہ چند ممبر ان جو مدارس کے رُخ سے آئے ہیں۔ ان پر اس قسم کے الزامات کی شرح بہت کم ہے۔

جس طرح یونیورسٹی اور کالجز میں ہونے والی جنسی ہراسگی کے بے شمار واقعات کے بعد بھی وہاں تعلیم جاری رکھی جاسکتی ہے جس طرح ہسپتال میں مریضوں کے ساتھ پیش آنے والے بے شمار واقعات کے بعد بھی علاج کو چھوڑنا حفاقت ہے، جس طرح سرکاری دفاتر اور بہت سے نجی کمپنیوں میں ہونے والے حادثات خواتین کو گھروں میں محصور کرنے کا سبب نہیں، اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں آباد مدارس میں پڑھنے والے لاکھوں بچوں میں کبھی ہو جانے والے واقعے کو بنیاد بنا کر دینی تعلیم کیسے چھوڑی جاسکتی ہے؟ ایک شخص کو بنیاد بنا کر کس طرح علماء کے عظیم طبقے کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے؟ غلط کو غلط کہنا الگ بات ہے لیکن اس بنیاد پر عمارت ڈھانا سمجھداری نہیں۔





ترجمہ:

یا یہ نہ کہہ دو کہ: ”شُرُكَ (کا آغاز) تو بہت پہلے ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا، اور ہم ان کے بعد انہی کی اولاد بنے۔ تو کیا آپ ہمیں اُن کاموں کی وجہ سے ہلاک کر دیں گے جو غلط کارلوگوں نے کئے تھے؟“ (۱۷۳) اور اسی طرح ہم نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں، تاکہ لوگ (حق کی طرف) پلٹ آئیں (۱۷۴) اور (اے رسول!) ان کو اُس شخص کا واقعہ پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا فرمائیں، مگر وہ ان کو بالکل ہی چھوڑ لکا، پھر شیطان اُس کے پیچھے لگا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔ (۱۷۵) اور اگر اہم چاہتے تو ان آیتوں کی بدولت اسے سربلند کرتے، مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا، اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا رہا، اس لیے اُس کی مثال اُس کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تم اُس پر حملہ کرو تب بھی وہ زبان لٹکا کر ہانپے گا، اور اگر اُسے (اُس کے حال پر) چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکا کر ہانپے گا۔ یہ ہے مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے۔ لہذا تم یہ واقعات ان کو سناتے رہو، تاکہ یہ سوچیں (۱۷۶) کتنی بُری مثال ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، اور جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے

ہیں! (۱۷۸) جسے اللہ ہدایت دے، بس وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے، اور جسے وہ گمراہ کر دے، تو ایسے ہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھاتے ہیں (۱۷۸) اور ہم نے جنات اور انسانوں میں سے بہت سے لوگ جہنم کے لیے پیدا کئے۔ ان کے پاس دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھنے نہیں، اور ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔ وہ لوگ چوپائیوں کی طرح ہیں، بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ (۱۷۹) اور اسماۓ حسنی (اپنے اپنے نام) اللہ ہی کے ہیں۔ لہذا اُس کو انہی ناموں سے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے ناموں میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، اُس کا بدله انہیں دیا جائے گا (۱۸۰) اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو لوگوں کو حق کا راستہ دکھاتی ہے، اور اُسی (حق) کے مطابق انصاف سے کام لیتی ہے (۱۸۱) اور جن لوگوں نے ہماری آئیوں کو جھٹلایا ہے، انہیں ہم اس طرح دھیرے دھیرے پکڑ میں لیں گے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا (۱۸۲) اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں، یقین جانوں کہ میری خفیہ تدبیر بڑی مضبوط ہے (۱۸۳)

تفسیر

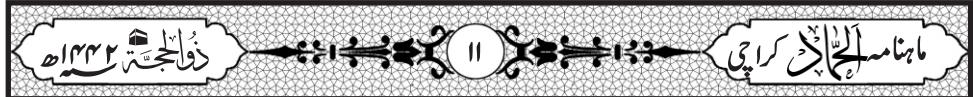
وَإِذْ أَخْذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ طَهُورِهِمْ.

اس آیت کریمہ میں جس عہد لینے کا ذکر ہے، حدیث میں اُس کی تشریع یہ آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد ان کی پشت سے جتنے انسان پیدا ہونے والے تھے، ان سب کو ایک جگہ اس طرح جمع فرمایا کہ وہ سب چیزوں کے برابر جسم رکھتے تھے۔ پھر ان سے یہ عہد لیا کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتے ہیں؟ سب نے اقرار کیا کہ پیش کو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب تسلیم کرتے ہیں،

(روح المعانی بحوالہ نسائی و حاکم و بنیہقی وغیرہ) جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو مان کر ان پر عمل کریں گے، اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو دُنیا میں سمجھنے سے پہلے ہی ان سے اپنی اطاعت کا اقرار لے لیا تھا دنیا میں ایسے حضرات بھی ہوئے ہیں جن کو یہ واقعہ دنیا میں آنے کے بعد بھی یاد رہا، مثلاً حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا یہ ارشاد متقول ہے کہ: ”یہ عہد مجھے ایسا یاد ہے گویا اس وقت سن رہا ہوں“۔ (معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۱۱۵) لیکن یہ دُرست ہے کہ چند مستثنیات کو چھوڑ کر باقی انسان اس واقعے کو ایک عہد کی شکل میں تو بھول چکے ہیں، مگر کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ یاد نہ رہنے کے باوجود اپنا طبعی اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ اثر آج بھی دُنیا کے اکثر و پیشتر انسانوں میں موجود ہے کہ وہ اس کائنات کے ایک پیدا کرنے والے پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس کی عظمت و کبریائی کے گن گاتے ہیں۔ جو لوگ ماڈی خواہشات کے گرداب میں پھنس کر اپنی فطرت خراب کرچکے ہوں، ان کی بات تو اور ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت ہر انسان کی فطرت میں سمائی ہوئی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جب کبھی فطرت سے دور کرنے والے بیرونی عوامل دُور ہوتے ہیں تو انسان حق کی طرف اس طرح دوڑتا ہے جیسے اُس کو اپنی کھوئی ہوئی پونچی اچانک مل گئی ہو۔

وَأَنْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الْذِي أَتَيْنَاهُ الْخ

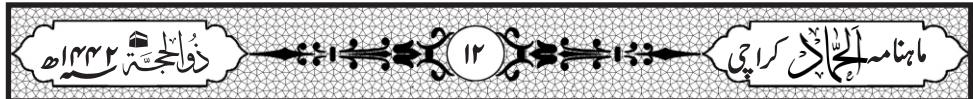
عام طور سے مفسرین نے اس آیت کے بارے میں یہ کہا کہ اس میں بلعام بن باعور کی طرف اشارہ ہے۔ فلسطین کے علاقے موآب میں یہ ایک عابد و زاہد شخص تھا، اور اس کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ اُس کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اُس وقت اس علاقے پر بت پرست قوموں کا قبضہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر لے کر اس علاقے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوجیں موآب کے دروازے تک پہنچ گئیں تو وہاں کے بادشاہ نے بلعام سے کہا کہ وہ ان کے خلاف بدُعا کرے تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں، بلعام نے شروع میں انکار کیا، مگر



بادشاہ نے اسے رشوت دی تو وہ بدُعا پر راضی ہو گیا۔ مگر جب دُعا کرنی شروع کی تو الفاظ بدُعا کے بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں دُعا کے نکلے۔ بعد میں بلعام نے بادشاہ کے لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی عورتوں کو بنی اسرائیل کے خیموں میں بھیج دیں، تاکہ وہ بدکاری میں بیٹلا ہو جائیں۔ بدکاری کی یہ خاصیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قہر کا سبب بنتی ہے، اس لیے بنی اسرائیل اپنی بدکاری کی وجہ سے اللہ کی مدد سے محروم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، بنی اسرائیل اس فتنے میں بیٹلا ہو گئے جس کی وجہ سے ان میں عذاب کے طور پر طاعون کی وبا پھوٹ پڑی۔ یہ قصہ بائبل میں بھی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

قرآن کریم نے یہاں اُس شخص کا نام نہیں لیا جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے، اور نہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اُس شخص نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ کر کس طرح اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ اور جو قصہ اور پر بیان کیا گیا ہے، وہ بھی آنحضرت ﷺ سے منقول نہیں ہے۔ اس لیے یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ ان آیات میں وہی مراد ہے۔ تاہم قرآن کریم کا اصل مقصد اس شخص کی تعین پر موقوف نہیں ہے۔ سبق یہ دینا مقصود ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے علم اور عبادت کے شرف سے نوازا ہو، اُس کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ احتیاط اور تقویٰ سے کام لینا چاہیے۔ اگر ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کی خلاف ورزی کر کے ناجائز خواہشات کے پیچھے چل پڑے، تو اس کا انجام دُنیا اور آخرت دونوں میں برا ہوتا ہے۔

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلُ عَلَيْهِ يَلْهُثُ أَوْ تَتْرُكُهُ يَلْهُثُ الْخَ
عام جانور اُسی وقت ہانپتے ہیں جب کوئی بوجھ اٹھائیں، یا کوئی اُن پر حملہ کرے۔ لیکن کتنا ایسا جانور ہے جسے سانس لینے کے لیے ہر حال میں پانپتے کی ضرورت ہے۔ جن حضرات نے اس واقعے کو بلعام بن باعور کا واقعہ قرار دیا ہے، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اُس کی بعملی کی سزا میں اُس کی زبان کتے کی طرح باہر نکل پڑی تھی، اس لیے اُسے اس آیت میں کتے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ



در اصل یہ تشبیہ اُس شخص کی نفسانی حرص کی ہے۔ اگر کتنے پر کوئی چیز چینکی جائے تو خواہ وہ اُسے مارنے کے لیے چینکی گئی ہو، کتنا اپنی زبان نکال کر اُس پر اس حرص میں لپکتا ہے کہ شاید یہ کوئی کھانے کی چیز ہو۔ اسی طرح جو شخص دُنیا کی حرص میں گرفتار ہو وہ ہر واقعے سے دُنیا کا مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اُس کے لیے ہر حال میں ہانپتا ہی رہتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَانَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْأَنْسِ الْخ

یعنی اُن کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے ایسے کام کریں گے جو انہیں جہنم تک لے جائیں گے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تقدیر میں لکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جہنم کے کام کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، بلکہ بلاشبیہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک استاد اپنے کسی شاگرد کے حالات کے پیش نظر یہ لکھ کر رکھ دے کہ یہ فیل ہو گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ استاد نے اُسے فیل ہونے پر مجبور کر دیا، بلکہ اُس نے جو کچھ لکھا تھا اُس کا مطلب یہی تھا کہ یہ شاگرد محنت کرنے کے بجائے وقت ضائع کرے گا، اور اس کے نتیجے میں فیل ہو گا۔

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا

اس سے پہلی آیت میں نافرمانوں کی بنیادی بیماری یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے سامنے جواب دتی کے احساس سے غافل ہیں۔ اور غور کیا جائے تو اس دُنیا میں ہر قسم کی برائی کا اصل سبب ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ اس لیے اب بیماری کا علاج بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے، اور اپنی ہر حاجت اُسی سے مانگی جائے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کا جو لفظ یہاں استعمال ہوا ہے، وہ دونوں باتوں کو شامل ہے، اُس کی تسبیح و تقدیس کے ذریعے اُس کا ذکر کرنا، اور اُس سے دعا کیں مانگنا۔ غفلت کے دور ہونے کا یہی راستہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کو دونوں طریقوں سے پکارے۔ البتہ اُس کو پکارنے کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اچھے اچھے نام

(اسماے حسنی) خود اللہ تعالیٰ نے یا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیئے ہیں، انہی ناموں سے اُس کو پکارا جائے۔ ان اسماے حسنی کی طرف قرآن کریم نے کئی مقامات پر اشارہ فرمایا ہے (دیکھئے سورہ بنی اسرائیل ۷:۱۰ اور سورہ طہ ۸:۳۰ و سورہ حشر ۲۲:۵۹)۔ اور صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ یہ ننانوے نام ترمذی اور حاکم نے روایت کئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر انہی اسماے حسنی میں سے کسی اسم مبارک کے ساتھ کرنا چاہیے، اور اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہیں گھٹ لینا چاہیے۔

وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ الْخ

بہت سے کافروں کے ذہن میں اللہ کا جو ناقص، ادھورا یا غلط تصور تھا، اُس کے مطابق انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام یا کوئی صفت بنالی تھی، یہ آیت منتبہ کر رہی ہے کہ مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ ان لوگوں کی پیروی میں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام یا صفت استعمال کرنا شروع کر دیں۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِأَيْنَتَا سَنَسْتَدِرُ جَهَنَّمُ الْخ

یہ ان لوگوں کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے جو مسلسل نافرمانی کئے جا رہے ہوں، اور پھر بھی دُنیا کے عیش و عشرت سے لطف ان دور ہو رہے ہوں، اور جنہیں کبھی یہ خیال بھی نہ آتا ہو کہ انہیں کسی دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ کیونکہ ایسی نافرمانیوں اور ایسی غفلت کے ساتھ دُنیوی عیش و عشرت میسر آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے، جس کو قرآن کریم نے ”استدراج“ کا نام دیا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ ایسا شخص اچانک پکڑ لیا جاتا ہے، کبھی تو یہ پکڑ دُنیا ہی میں ہو جاتی ہے، اور اگر یہاں نہ ہوئی تو آخرت میں تو ہونی ہی ہونی ہے۔





عوام کو امیر کی اطاعت اور امیر کو تقویٰ اور عدل کی ہدایت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله تعالى عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي وَإِنَّمَا الْأَمَامُ جُنَاحٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُسْقَى بِهِ فَإِنْ أَمْرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَعَدَلَ فَإِنْ لَهُ بِذَالِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ.

(رواہ البخاری و مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی فرمانبرداری کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور امام (یعنی اسلامی حکومت کا سربراہ) سپر اور ڈھال ہے، قاتل کیا جاتا ہے اس کے پیچھے سے اور اس کے ذریعہ بچاؤ کیا جاتا ہے، پس اگر وہ خدا ترسی اور پر ہیزگاری کا حکم کرے اور عدل و انصاف کا روایہ اختیار کرے تو اس کے لئے اس کا بڑا اجر و ثواب ہے اور اگر وہ اس کے خلاف بات کرے تو اس پر اس کا وباں و عذاب پڑے گا۔“

فائدہ

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

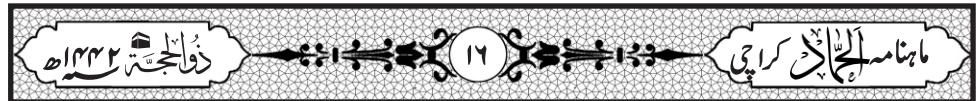
مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أطَاعَ اللَّهَ۔ (نساء: ۸۰)

”جس نے اللہ کے رسول کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔“

کیونکہ اللہ کے رسول جو احکام دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے اس لئے ان کے احکام کی تعمیل اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ پھر چونکہ اللہ ہی کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یہ ہے کہ امیر کی اطاعت کی جائے اور اس کا حکم مانا جائے (بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو) تو امیر کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہوگی اور اس کی نافرمانی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہوگی۔ ملحوظ رہے کہ عربی میں اور خاص کر قرآن و حدیث کی زبان میں ”امیر“ کے معنی حکمران کے ہیں۔

بظاہر حضور کے اس ارشاد کا خاص مقصد امیر (حاکم وقت) کی اطاعت فی المعرفہ کی اہمیت جتنا ہے کہ اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی اللہ کے رسول کی اور بالواسطہ خود اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی ہے۔ آگے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ امیر بخزلہ سپر اور ڈھال کے ہے، سپر اور ڈھال کے ذریعہ اپنی حفاظت اور دشمن کے حملہ سے بچاؤ کیا جاتا ہے، اسی طرح امام وقت (اسلامی حکومت کا سربراہ) مسلمانوں کا اور دین کا محافظ اور پاسبان ہے، یہ حفاظت اور دفاع اس کی خاص ذمہ داری ہے۔ اس سلسلہ میں جہاد و قتال کی نوبت آئے گی۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی وفاداری اور اطاعت کریں اس کے حکم کو مانیں، اس کے بغیر وہ دفاع اور حفاظت کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔

آخر میں ان امراء (اصحاب حکومت) کو نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وہ تقویٰ اور عدل و انصاف کو لازم پکڑیں یعنی ہمیشہ یہ بات ان کے پیش نظر رہے کہ خدا ہر وقت اور ہر حال میں ہم کو دیکھ رہا ہے اور قیامت میں اس کے حضور میں پیشی ہوگی اور امیر و حاکم کی حیثیت سے جو کچھ ہم نے یہاں کیا ہوگا



اس کا بڑا سخت محاسبہ ہوگا، اس سے کبھی غافل نہ ہوں اور عدل و انصاف پر قائم رہنے کی پوری کوشش کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو آخرت میں بڑا جر پائیں گے اور اگر اس کے خلاف چلیں گے تو اس کا شدید عذاب و وبال بھلنا پڑے گا۔

عَنْ مُعاوِيَةَ رضي الله تعالى عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعاوِيَةَ إِنْ وُلِيْتَ أَمْرًا فَاتِقِ الْحُكْمَ وَأَعْدِلُ، قَالَ فَمَا زِلْتُ أَطْنَ أَنِّي مُبْتَلٌ بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ابْتُلِيَتُ. (رواه احمد)

”حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہؓ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے معاویہ! اگر تم کو حاکم مقرر کیا جائے تو خوف خدا اور عدل و انصاف کو اپنا شعار بنانا، معاویہ کہتے ہیں کہ حضور کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے برابر یہ خیال رہا کہ غالباً میں حکومت کے کام میں بیٹلا کیا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ منجانب اللہ اس میں بیٹلا کیا گیا۔“

فائدہ

پہلی حدیث کی طرح اصحاب حکومت کو اس حدیث کا پیغام بھی یہی ہے کہ وہ خدا ترسی اور عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کریں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہؓ پر غالباً یہ مکشف ہو گیا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ حضرت معاویہ رضی الله تعالیٰ عنہ صاحب امر اور حاکم ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وہ شام کے گورز رہے۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ سے صلح کے بعد ایک وقت آیا کہ وہ پوری اسلامی مملکت کے امیر و سربراہ تسلیم کر لئے گئے۔

امیر کو عوام کی خیرخواہی کی سخت تاکید

عَنْ مَعْقِلٍ بْنِ يَسَارٍ رضي الله تعالى عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرِعُهُ اللَّهُ رَعِيَّةٌ فَلَمْ يُحْطِهَا بِنَصِيحةٍ إِلَّا مَنْ يَجِدُ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. (رواه البخاری و مسلم)

”حضرت معلق بن سیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ جس بندہ کو اللہ کسی رعیت کا رائی (یعنی حاکم و نگران بنائے) اور وہ اس کی خیرخواہی پوری پوری نہ کرے تو وہ حاکم جنت کی خوبیوں بھی نہ پاسکے گا۔“

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر اور حکمران کا فرض ہے کہ جو لوگ اس کے زیر حکومت ہیں ان کی خیرخواہی اور خیر اندیشی میں کوئی دیقیقت اٹھانے رکھے، اگر عوام کی خیرخواہی میں کوتاہی کرے گا تو جنت سے بلکہ اس کی خوبیوں سے بھی محروم رہے گا۔

اس حدیث میں اور اس کے علاوہ بعض اور حدیثوں میں بھی امیر یعنی صاحب حکومت کو ”رائی“ اور اس کے زیر حکومت عوام کو ”رعیت“ کہا گیا ہے۔ اصل عربی زبان میں رائی کے معنی چروانہ ہے اور نگہبان کے ہیں اور ”رعیت“ وہ ہے جس کو وہ چرانے اور جس کی حفاظت و نگہبانی اس کے ذمہ ہو۔ صرف یہ لفظ یہ بتلانے کے لئے کافی ہیں کہ اسلام میں حکومت و امارت کا کیا تصور ہے اور حکمرانوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ فرض شناس چروانہ ہے ان جانوروں کو جن کا چرانا اور جن کی نگرانی و نگہبانی ان کے ذمہ ہوتی ہے سر برز چراغاں ہوں میں لے جاتے ہیں، درندوں اور چوروں و رہزوں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور شام کو گھر واپس لاتے ہیں، اس طرح ان کو کھلانا پڑانا اور ان کی دیکھ بھال ہی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ ان حدیثوں نے بتلایا کہ اسلام میں یہی حیثیت خلیفہ اور حکمران کی ہے وہ عوام کا محافظ اور رکھوا لا ہے اور ان کی ضروریات کی فکر اس کی ذمہ داری ہے اور اگر وہ اس سلسلہ میں بے پرواہی برتبے گا تو اللہ کے نزدیک مجرم ہوگا۔

اہل حاجت کے لئے امیر کا دروازہ کھلا رہنا چاہئے

عَنْ عُمَرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ

اِمام يُغْلِقُ بَابَهُ دُوْنَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلْلِ وَالْمُسْكَنَةِ إِلَّا أَغْلَقَ اللَّهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُوْنَ خَلْلِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ۔ (رواه الترمذی)

”حضرت عمرو بن مره سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، فرماتے ہیں کہ جو حکمران ضرورت مندوں اور کمزور بندوں کے لئے اپنا دروازہ بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت، اس کی ضرورت اور اس کی مسکینی کے وقت آسمان کے دروازے بند کرے گا۔ (یعنی اس کی ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد نہیں ہوگی)۔“

فائدہ

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی طریقہ یہ تھا کہ اصحاب حاجت بلا روک ٹوک پہنچ کر مل سکتے تھے اور اپنے مسئلے پیش کر سکتے تھے، ان کے لئے دروازہ بند نہیں رہتا تھا۔ لیکن جب خارج کی طرف سے خفیہ حملوں کا سلسلہ شروع ہوا اور حضرت علی مرضیؑ ان کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضرت معاویہؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے لوگوں کی آمد و رفت پر پابندی لگادی، اسی موقع پر حدیث کے راوی حضرت عمرو بن مرهؓ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنایا۔ اسی روایت میں آگے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد حضرت معاویہؓ نے دروازہ پر ایک خاص آدمی مقرر کر دیا جو لوگوں کی حاجات و ضروریات معلوم کر کے حضرت معاویہؓ تک پہنچاتا تھا۔





حدیث اور سیرت میں فرق

آنحضرت ﷺ کے ارشادات افعال و اقوال اور تقریرات اس اعتبار سے کہ کیا جائز ہے؟ کیا ناجائز ہے؟ یہ حدیث ہے، جبکہ آپ کہ اقوال و افعال اور تقریرات میں آپ کہ شماں اور طرز زندگی ملحوظ ہوتے یہ سیرت ہے، نیز سیرت میں کم درجہ کی روایت بھی قبول کر لی جاتی ہے جبکہ حدیث میں مستند روایات کا ہونا ضروری ہے۔

ایک غلط فہمی دربارہ آخذ و مصادر سیرت

سیرت کے آخذ و مصادر کے متعلق عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ سیرت کا آخذ و مصادر صرف اور صرف کتب تاریخ ہی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقت میں سیرت اپنے واقعات اور انداز نقل کے لحاظ سے چند ایسے علوم سے وابستہ ہے جن کے مندرجات واقعات سیرت کو ثابت اور پختہ کرنے میں اصل کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا ذیل کے سطور میں سیرت کے آخذ و مصادر سے متعلق ضروری تفصیلات پیش خدمت ہیں۔

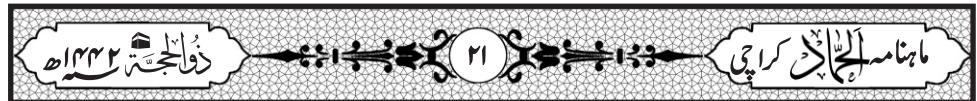
سیرت طیبہ کے آخذ و مصادر

کسی علم خصوصاً جس کا تعلق تاریخ سے ہو، اس کے آخذ سے مراد وہ کتابیں روایات اور آثار وغیرہ ہوتی ہیں جن میں اس علم کے متعلق سب سے پہلے بات کی گئی ہو یا جن میں اس علم کے متعلق معلومات

سب سے پہلے جمع کی گئی ہوں، کسی تاریخی شخصیت کے بارے میں معلومات کا اہم مأخذ وہ کتاب یا کتابیں ہوں گی جو اس کی زندگی میں لکھی گئی ہوں یا اس کے بعد قریب ترین زمانے میں لکھی گئی ہوں اور جن میں زیادہ سے زیادہ مواد یکجا جمع کیا گیا ہو یا اس مواد کے جمع کرنے میں علمی تنگ و دو اور تحقیق چھان بین سے کام لیا گیا ہو، اس لحاظ سے سیرت طیبہ کے اہم بنیادی مأخذ حسب ذیل ہیں۔

۱-قرآن مجید:

سیرت طیبہ کا اصل اور سب سے زیادہ صحیح، معتمد اور مستند ترین مأخذ قرآن مجید ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد گرامی ہے ”کان خلقہ القرآن“، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بعینہ قرآن ہے، قرآن مجید اس بات پر زور دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے متعلق ہمارا نظریہ مضبوط، مشتمل علمی بنیادوں پر قائم ہونا چاہے تا کہ شکوک و شبہات کے جھکڑا سے کمزور نہ کر سکیں اور دل میں سکون و اطمینان کی کیفیت برقرار رہے اسی وجہ سے سیرت کا تعلق قرآن مجید سے انتہائی مضبوط ہے۔ قرآن میں آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی کے متعدد واقعات، غزوات، اور بعض دیگر پیش آمدہ حالات کا کہیں تفصیلی اور کہیں اجمالی طور پر تذکرہ موجود ہے واقعاتی تفصیلات سے بڑھ کر قرآن مجید میں ان پر جو تبصرہ کیا گیا وہ تبصرہ بھی ان واقعات کو سمجھنے میں بہت اہمیت رکھتا ہے، ہجرت کا واقعہ ہو یا مراجع اور اسراء کا، مشرکین مکہ کی مخالفت اور ان کے اعتراضات ہوں یا حضور اکرم ﷺ کے جوابات، دوران ہجرت پیش آمدہ مراحل ہوں یا غار میں پناہ گزی نی کی رواداد، بدرو احمد کے غزوات ہوں یا احزاب و تبوک کے، ان میں سے کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے جس پر قرآن مجید میں تبصرہ نہ کیا گیا ہو اور اس تبصرہ سے ان واقعات کی بنیادی اور ضروری تفصیلات کی طرف واضح اشارے نہ ملتے ہوں۔ نیز قرآن میں وہ تمام تعلیمات بھی ہیں جن کو آپ نے عملاً نافذ کیا۔ قرآن کریم کی اس قسم کی آیات کی تفصیل اور زمانہ یا



موضع نزول کے بارے میں سیرت کے واقعات کی طرف رجوع کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ گویا قرآن کریم سیرت طیبہ کے بارے میں کچھ تفصیلی معلومات بھی دیتا ہے اور اجمالی اشارات کے ذریعے سے واقعات سیرت کی اصل نشاندہی کر کے اس کی تفصیلات جاننے پر آمادہ بھی کرتا ہے۔ ڈاکٹر راجح عبد الحمید کردی اپنی کتاب ”شعاع من السیرۃ النبویة فی العهد الْمُکَانِی“ میں لکھتے ہیں۔

”تشغل دراسة السیرۃ جانبًا هاماً من تفسیر القرآن الكريم؛ فالقرآن أصدق مسجّل لأحداث السیرۃ ووقائعها، وما دار فيها من غزوات وأحداث، وأسباب نزول، وأساليب دعوة وأصولها، وأسس التشريع والتوجیه الذي بینه رسول الله صلی الله علیہ وسلم وطبقه تطبيقاً عملياً مجسدًا في حياته وواقع المجتمع المسلم.“

وقد سجّلت آیات القرآن موقف الدّاعیة من قومه، وموقف المشرکین وموقف المُنافقين وأساليبهم، وصَبَرَ الجماعة المسلمة وثباتها وجهادها في مواجهة الباطل، هذه المواقف التي لا بدّ لکلّ داعية إلى الله أن يمرّ بها ويواجهها، ولا بدّ لکلّ أمة – سارت على نفس الخطّ من الالتزام – أن تواجهها.

فالسیرۃ إداً بيان للقرآن وتفسیر له، ودراستها دراسة للتفسیر من هذه الوجهة. من هذا نتبين أنَّ فهم الإسلام مرتبط بفهم السیرۃ النبویة الشريفة. ترجمہ: سیرت نبویہ کا مطالعہ تفسیر قرآن کے ایک اہم حصہ کا احاطہ کرتا ہے قرآن کے سیرت، واقعات سیرت، متعلقہ غزوات، اسباب نزول، اسالیب دعوت اور اس کے اصول، وہ قانون سازی اور توجیہات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اور اپنی زندگی اور مسلم معاشرہ میں متشکل کر کے عملی تطبیق دی، سب سے مستند انداز میں محفوظ کرنے والا ہے۔ قرآنی آیات نے داعی کی اس کی قوم سے متعلق پوزیشن،

مشرکین و منافقین کے حالات اور ان کے طریقے باطل کے مقابلہ میں جماعت مسلمہ کا صبر، ثابت قدیم اور جدو جہد کو محفوظ کیا ہے۔ یہ وہ حالات ہیں جن سے ایک داعی کو بہر صورت گزرنा اور نہر آرا ہونا پڑتا ہے اسی طرح ہر وہ قوم جس نے اسی طریقے پر عمل کو لازم کیا تو اسے بھی ان حالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

لہذا سیرت اب قرآن کے لیے بیان اور تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا مطالعہ اس نقطہ نظر سے تفسیر کا مطالعہ ہے جیسا کہ اسلام کا فہم، سیرت کے فہم سے مربوط ہے۔
چنانچہ بعض سیرت لکاروں نے صرف قرآن کریم میں صراحةً یا کنایہً بیان کردہ واقعات سیرت کی روشنی میں سیرت پر مستقل کتابیں تالیف کی ہیں جیسے عربی زبان میں ”محمد عزت دروزہ“ کی کتاب (سیرت الرسول ﷺ سورۃ مقتبسہ من القرآن) جو دو جلدوں میں ہے اور اردو میں ابوالکلام آزاد کی کتاب رسول رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

فائز، پلاسٹک، فارمیکاشیٹ بنانے والے

وسیم الیکٹریک اسٹور



بجلی کے ہر قسم کا جملہ سامان مناسب داموں میں دستیاب ہے۔

شہزادی فیصل کالونی، چورنگی نمبر ۳، کراچی 0213-4597307



ماہ ذی الحجه کے پہلے عشرہ کی فضیلت کئی پہلوؤں سے اجاگر ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ان ایام کی قرآن مجید میں قسم کھائی ہے اور اللہ رب العزت کا کسی شی کی قسم کھانا اس کی عظمت و فضیلت کی واضح دلیل ہے، اس لیے کہ جو ذات خود عظیم ہو وہ ذی عظمت شی ہی کی قسم کھاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”والفجر ولیالٍ عشیر۔“ (سورہ فجر، آیت: ۲۰، ۲۱)

ترجمہ: ”قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی۔“

اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اسی قول کو صحیح کہا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں جن ”ایام مَعْلُومَاتٍ“ میں ذکر الہی کا بیان خصوصیت سے کیا گیا ہے، جہور اہل علم کے نزدیک وہ یہی دس دن ہیں چنانچہ فرمان الہی ہے۔

”وَيَذَكُّرُوا أَسْمَ اللَّهِ فِي أَيَامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ

الأنعام.“ (سورہ الحج: آیت نمبر: ۲۸)

ترجمہ: ”اور چند معلوم دنوں میں جو چوپائے جانور اللہ نے ان کو دیئے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ان ”ایام معلومات“ سے ذوالحجہ

کے دس دن ہی مراد یہی ہیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو سب سے اعلیٰ و افضل قرار دیا ہے۔ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

”دنیا کے افضل تین دن ایام العشر (یعنی ذوالحجہ کے دس دن) ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی ان کی مثل نہیں سوائے اس شخص کے جس کا چہرہ مٹی میں لکھ رہا ہے (یعنی وہ شہید ہو جائے)۔“ (بزار، ابن حبان)

انہی فضیلت والے ایام میں ”یوم عرفہ“ بھی ہے جس دن حج کا رکن اعظم ”وقوف عرفہ“ ہوتا ہے۔ یہ دن انتہائی شرف و فضیلت کا حال ہے یہ گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے نجات کا دن ہے۔ اگر عشرہ ذی الحجه میں سوائے یوم عرفہ کے اور کوئی قابل ذکر یا اہم شے نہ ہوتی تو یہی اس کی فضیلت کے لیے کافی تھا۔ اس سلسلے میں کئی احادیث مروی ہیں۔

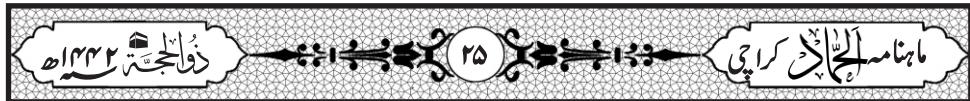
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتَقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عِرْفَةَ.“ (رواہ

مالک)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ جس قدر عرفہ کے دن لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اس سے زیادہ کسی اور دن آزاد نہیں کرتا۔“

ایک اور حدیث میں نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ شیطان یوم عرفہ کے علاوہ کسی اور دن میں اپنے آپ کو اتنا چھوٹا، تیری، ذلیل اور غصب ناک محسوس نہیں کرتا جتنا اس دن کرتا ہے۔ (رواہ احمد) یہ مخفی اس لیے ہے کہ اس دن میں وہ اللہ کی وسیع رحمت کے نزول اور انسانوں کے گناہوں سے صرف نظر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ لوگ چونکہ مختلف عبادات سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اس لیے شیطان کے تمام منصوبوں پر پانی پھر جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔



ان دس دنوں میں نیک اعمال کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ فضیلت والے ایام میں نیک اعمال کا اجر و ثواب کئی گناہ بڑھ جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (صحیح بخاری)

دوسری روایت میں جو کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک عشرہ ذی الحجه سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں لہذا تم ان دنوں میں تسبیح، تہلیل اور تکبیر و تحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طرانی)
لہذا ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ تکبیر تشریق کے کلمات درج ذیل ہیں۔

”الله اکبر، الله اکبر، لا اله الا الله، والله اکبر، الله اکبر، ولله الحمد“
علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہری طور پر عشرہ ذی الحجه کے امتیاز کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑی بڑی عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں یعنی نماز، روزہ، صدقہ اور حج۔ ان کے علاوہ دیگر ایام میں ایسا نہیں ہوتا (فتح الباری) ابو عثمان الہنڈی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ سلف تین عشروں کو بہت عظیم سمجھتے تھے۔

۱۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ۔ ۲۔ ذی الحجه کا پہلا عشرہ۔ ۳۔ ماه محرم الحرام کا پہلا عشرہ۔

اصل میں تمام اوقات و زمان کو اللہ ہی نے پیسا فرمایا ہے لیکن ان اوقات میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور کچھ مہینوں اور ایام کو خصوصی فضائل و امتیاز سے نوازا جس میں اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر فضل و کرم بھی بڑھ جاتا ہے تاکہ انہیں اعمال صالحة اور اطاعت و

فرمانبرداری کرنے میں تعاون و مدد حاصل ہو۔ اور نشاط و چستی کی تجدید ہوتی رہے تاکہ مسلمان ثواب کا وافر حصہ حاصل کر سکیں، اور وہ موت کے آنے سے قبل ہی اس کی تیاری کرتے ہوئے روز قیامت کے لیے زاد و توشہ اکٹھا کر سکیں۔

اطاعت و فرمانبرداری کے مواسم کے فوائد یہ ہیں کہ جو کچھ رہ گیا اور عمل نہیں کیا جاسکا اس کی کو پورا کیا جائے اور اس کے عوض میں کچھ اعمال صالحہ کر لیے جائیں۔ تاکہ کمی کوتا ہی کو پورا کیا جاسکے، اور ان فضیلت وائل موسموں میں سے ہر ایک موسم میں کوئی نہ کوئی ایسا کام پایا جاتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر بندے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا فیضان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہے اس پر اپنے فضل و کرم اور رحمت سے مہربانی کرتے ہیں، لہذا وہ شخص پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے، خوب زیادہ سے زیادہ عبادات و دیگر اعمال صالحہ کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو غنیمت جانتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے ایسا شخص اللہ رب العزت کی مہربانی کی خوبیوں حاصل کر لے اور وہ سعادت حاصل کرتے ہوئے جہنم کی آگ اور اس کے بھڑکتے شعلوں سے محفوظ ہو جائے۔

لہذا مسلمان کو اپنی عمر کی قدر اور زندگی کی قیمت پہچانتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کثرت سے کرنی چاہیے اور موت تک خیر و بھلائی کے کاموں پر مداومت کرنی چاہیے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

”واعبد ربک حتیٰ یأتیک الیقین“۔ (سورة الحجر: آیت نمبر: ۹۹)

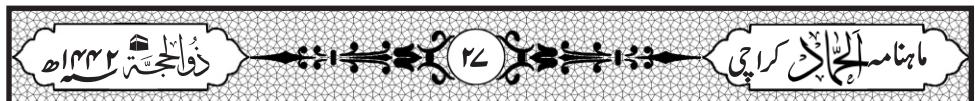
ترجمہ: اور یقین آنے تک اپنے رب کی عبادت کیجئے۔

حضرات مفسرین نے یقین کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد موت ہے۔

ذوالحجۃ کے پہلے دس دنوں میں مسلمانوں کو مندرجہ ذیل کام کرنے چاہیں۔

ا.....روزے:

پہلی کوشش تو یہ ہونی چاہیے کہ کیم ذوالحجۃ سے نو ذوالحجۃ تک روزے رکھنے کا اہتمام ہو اگر کسی وجہ سے



یہ ممکن نہ ہوتا ہے کہ روزہ تو کم از کم چھوٹنے نہ پائے کیونکہ یوم عرفہ یعنی ۹ ذوالحجہ کے روزے کے بڑے فضائل ہیں۔

حضرت قادة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔“ (صحیح مسلم)

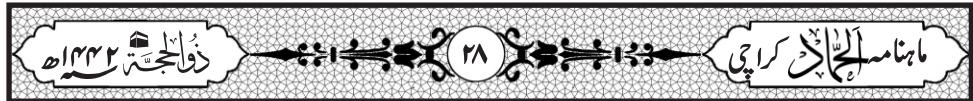
حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ یوم عرفہ کا ایک روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی معافی کا سبب بتا ہے۔ لہذا نویں ذوالحجہ کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

۲..... تکبیریں کہنا:

ان دس ایام میں مساجد، راستوں گھروں اور ہر ایسی جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز ہو وہاں اوپنجی آواز سے تکبیریں اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کی تنظیم کا اعلان ہوتا رہے۔ مردوں تو اوپنجی آواز سے کہیں گے لیکن عورتیں پست آواز سے کہیں گی۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ موجودہ دور میں تکبیریں کہنے کی سنت سے بڑی غفلت برتنی جاری ہے خاص کر ان دس دنوں کی ابتداء میں تو سننے میں ہی نہیں آتی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ تکبیروں کو اوپنجی آواز سے کہا جائے تاکہ سنت زندہ ہو سکے اور غافل لوگوں کو بھی اس سے یاد دہانی ہو سکے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ دونوں ان دس ایام میں بازاروں میں نکل کر اوپنجی آواز کے ساتھ تکبیریں کہا کرتے تھے اور لوگ بھی ان کی تکبیروں کے جواب میں تکبیریں کہا کرتے تھے۔ اس کا مقصد محض یہی تھا کہ لوگوں کو تکبیریں کہنا یاد آئیں اور ہر ایک اپنی جگہ پر اکیلے ہی تکبیریں کہنا شروع کر دے، اس سے مراد یہ نہیں کہ سب لوگ اکٹھے ہو کر بیک آواز تکبیریں کہیں بلکہ ہر شخص چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھے اللہ کی یاد میں لگا رہے۔



۳.....حج کی ادائیگی:

ان دس دنوں کے اختیر میں جو سب سے افضل اور اعلیٰ کام ہے وہ بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے، لہذا جسے بھی اللہ تعالیٰ نے استطاعت دی ہو اور کسی قسم کی کوئی رکاوٹ بھی نہ ہوتا اسے چاہیے کہ وہ اس عظیم فرض کی ادائیگی میں بالکل بھی کوتا ہی نہ کرے۔ کیونکہ حج کے بد لے جنت ملتی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حج مبرور کا جنت کے علاوہ کوئی اور اجر و ثواب نہیں۔“

اسی طرح ایک روایت میں جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حجوا فان الحجّ يغسل الذنوب كما يغسل الماء الدرن.“ (مسند احمد)

یعنی: ”حج کرو اس لیے کہ حج گناہوں کو اس طرح دھوڈالتا ہے جس طرح پانی میل کچیل کو۔“

لہذا استطاعت ہوتا پہلی فرصت میں اس فریضہ کی ادائیگی کر دی جائے بلا وجہ تاً خیر اس عظیم اجر و ثواب سے محرومی کا سبب بن سکتی ہے۔

۴.....اعمال صالحہ کرنا:

ان دس ایام میں خصوصیت و اہتمام کے ساتھ اعمال صالحہ کیے جائیں کیونکہ ان ایام میں اللہ تعالیٰ کو اعمال صالحہ بہت زیادہ محبوب ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا اجر و ثواب بھی اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ملے گا لہذا جس کے لیے حج کرنا ممکن نہ ہو وہ مایوس نہ ہو اسے چاہیے کہ ان افضل ایام و اوقات میں خوب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ان مبارک لمحات و ساعات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و فرمانبرداری میں گزارتے ہوئے نماز قرآن پاک کی تلاوت، ذکر و اذکار، دعا، صدقہ و خیرات اور والدین سے حسن سلوک اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکے اور اسی طرح دوسرے خیر و بھلائی کے کاموں کا خاص اہتمام کرے۔

۵.....قربانی:

عشرہ ذی الحجه کے اعمال صالح میں قربانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا بھی شامل ہے کہ قربانی کی جائے اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کیا جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ ﷺ قربانی کرتے رہے (رواہ الترمذی)

غرض یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بھی قربانی ترک نہیں کی اس سے قربانی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”ذی الحجه کی دس تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں اجر و ثواب کا سبب بنیں گی) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے لہذا تم خوش ولی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔“ (ترمذی)۔

۶.....سچی توبہ:

ان دس دنوں میں جو چیز زیادہ اہتمام سے ہوئی چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے کئے کی سچی توبہ ہے کہ: جو کچھ معاصی و گناہ اور نافرمانی ہو جکی اس پر سچے دل سے مسلمان توبہ کریں اور ندامت کے آنسو بھائیں اور آئندہ عزم مصمم کریں کہ اب معصیت کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ توبہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور جو چیزیں اللہ رب العزت کو ناپسند ہیں انہیں ظاہری و باطنی دونوں طرح ترک کرنے کا نام ہے۔ مسلمان پر ضروری ہے کہ جب بھی وہ کسی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھ تو اس سے جتنی جلدی ہو سکے توبہ کر لے اس میں ذرہ برابر تاخیر نہ کرے کیونکہ معلوم نہیں کہ موت کب اور کسی

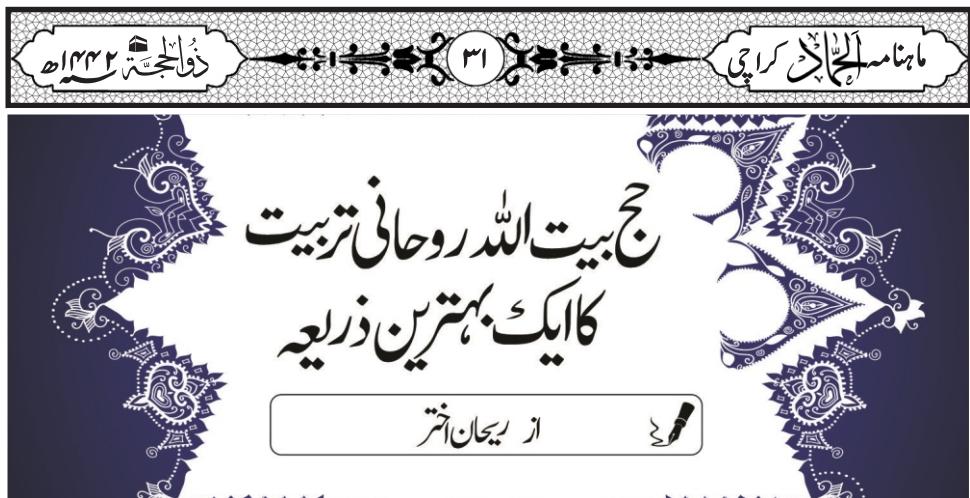
وقت اور کس لمحے میں آدبو ہے۔ اور نہ جانے کب زندگی کا سورج ڈھل جائے اس لیے داشمندی اسی میں ہے کہ فوراً توبہ کر لی جائے اور پھر فضیلت کے اوقات میں تو توبہ کرنے کی شان ہی نرالی ہے وہ اس لیے کہ اس وقت غالب طور پر نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف راغب ہوتا ہے اور خیر و بھلانی کرنے کی خواہش ہوتی ہے جس کی بناء پر اعتراض گناہ اور ندامت کا اظہار بہت جلد پیدا ہو جاتا ہے ورنہ توبہ تو ہر وقت اور ہر زمانے میں واجب اور ضروری ہے۔ اور جب کسی مسلمان میں اعمال صالحہ اور سچی توبہ، فضیلت والے اوقات اور موسم خیر میں جمع ہو جائیں تو ان شاء اللہ یہ کامیابی و کامرانی کا پیش خیمه اور زینہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”ہاں جو شخص توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرے یقین ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“ (سورۃ القصص، آیت نمبر ۷۶)

اہل ایمان کو موسم خیر اور فضیلت والے اوقات و ایام میں اعمال صالحہ و توبیہ کا حریص ہونا چاہیے کیونکہ یہ بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں۔ اس فرصت کو غیبت جانیں اور ان عظیم ایام میں اعمال کریں جو آخرت میں کام آنے والے ہیں، دنیا کی زندگی توفانی ہے اصل تو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی ہے اس کے لیے فکر مند ہونا عقلمندی ہے۔

آئیئے!

اس عشرہ ذی الحجه میں اپنے رب کی رحمت و فضل کے جھونکے سمیٹ لیں کیونکہ یہ ایسے جھونکے ہیں جسے یہ پہنچ جائیں وہ شخص سعادت مند ہو جاتا ہے اور یہ پہنچتے بھی اسے ہی ہیں جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔
اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں اہل سعادت بنائے اور الہ العالمین ہم سب مسلمانوں کو کتاب و سنت کے مطابق عشرہ ذی الحجه میں زیادہ نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امن ثم امین یارب العالمین)





اسلام میں عبادتیں دو طرح کی ہیں، ایک کا تعلق انسان کے جسم سے ہوتا ہے، مثلاً نماز، روزہ وغیرہ اور عبادت کی دوسری قسم کا تعلق انسان کے مال سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبِ ثروت کی ذاتی کمائی میں معذور اور مجبور بندگان خدا کا بھی حصہ ہوتا ہے، جو زکوٰۃ صدقات کی شکل میں حق داروں کو پہنچایا جاتا ہے۔ ان دو عبادتوں کے مجموعے کو حج کہا جاتا ہے، جس میں جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی انجام پا جاتی ہے۔ شاید اسی حقیقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے خداوند عالم نے صرف صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر ہی اس عبادت کو فرض کیا ہے، جس کی انجام دہی کے لیے جسمانی مشقت، مالی اخراجات کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور وطنِ عزیز کی جدائی کا غم بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ یہ تمام عبادتیں سابقہ شریعتوں میں فرض تھیں، اسی طرح مقدس و محترم مقام کی زیارت کے لیے جانا بھی کسی نہ کسی صورت تمام شریعتوں میں تھا؛ مگر حقیقتاً فریضہ حج ملت ابراہیم کی یادگار ہے جو قیامت تک زندہ تابندہ رہے گی۔ قرآن پاک میں متعدد آیات میں حج بیت اللہ کی زیارت کا ذکر آیا ہے۔ اور آیاتِ قرآنی میں حج کے تمام ضروری احکام وہدایات واضح کردی گئی ہیں۔

فریضہ حج صرف صاحبِ استطاعت لوگوں پر ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَلِلّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (آل عمران آیت ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو اس تک پہنچنے کی

استطاعت رکھتے ہوں۔

حج تو درحقیقت خدا کی اس مقدس سر زمین پر حاضری کا نام ہے، جہاں نبیوں، رسولوں اور برگزیدہ بندوں نے اپنی حاضری کے ذریعہ اطاعت و بنگی کا فریضہ انجام دیا ہے، اور اپنی اطاعت و بنگی کا عہدو پیان کیا ہے۔ درحقیقت اس فریضہ کی ادائیگی کا مقصد خدا کی بارگاہ میں اپنی غلطیوں سے توبہ کرنا اور اپنے انتہائی حسن و منعم مولیٰ و مالک کو منانا ہے؛ تاکہ وہ ہم پر نظر رحمت کر دے اور ہمارے ساتھ عفو درگزرا کا معاملہ کرے؛ کیوں کہ وہ رحم و کرم اور لطف و عنایت کا سخیر ہے کہاں ہے۔

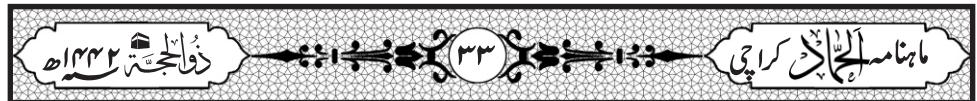
حج انسان کو کس طرح سے اللہ رب العزت کی نگاہ میں معزز و مکرم اور موقر و محترم بنادیتا ہے اور حج کی ادائیگی کے بعد اس کی زندگی میں کیسی زبردست تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور کس طرح سے اس کی تربیت ہو جاتی ہے، پیغمبر اعظم ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں واضح ہوتا ہے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابُّوَا بَيْنَ الْحَجَّ
وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خُبُثَ الْحَدِيدِ
وَالدَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔ (مشکوٰۃ المصاٰبیح کتاب المناسک، ص: ۰۲۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے ادا کرو؛ اس لیے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لو ہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَهَلَّ
بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةً عَنِ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ



مَنْ ذَنِبَهُ وَمَا تَأْخَرَ وَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ (مشکوٰۃ المصایب، کتاب

المناسک، ص: ۲۲۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص احرام باندھے حج اور عمرہ کا مسجدِ اقصیٰ سے مسجدِ حرام تک اس کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

حج بیت اللہ تو مومنین کے لیے توبہ و انبات، روحانی تربیت، اور رجوع الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے اور بندگی و طاعت اور خود پر دگی کا مظہر ہے۔ ایک مومن کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ عشق خداوندی اور محبتِ الہی سے اپنے قلوب واذہان کو مسحور رکھے۔ جب احرام باندھے اور تلبیہ "لیک اللہم لبیک" کا ورد کرے، تو ایسا محسوس ہو کہ بارگاہِ الہی سے بندہ کو اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بلا یا جا رہا ہے، اس پکار سے آدمی کے اندر عبیدیت و بندگی کا احساس تازہ ہو اور خواہش نفس پر قابو پانے کا جذبہ نشوونما پائے۔ اس عمل سے ہر ہر قدم پر تواضع و انکساری، روحانی کیف و سرور، خوف و خشیت، اخلاص و للہیت پیدا ہو جائے۔ صبر و تحمل کی عادت پڑھ جائے، فریضہ حج کی ادائیگی سے مؤمن ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب له کا حقیقی مصدق بن جاتا ہے۔

بھسکن و خوبی اس فریضہ کی ادائیگی کے بعد آدمی کی پوری ذات اطاعت و بندگی، خوف و خشیت ربانی اور فنا فی اللہ کا ترجمان بن جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ ہر برے عمل سے اجتناب کرنے لگتا ہے، اس کے اندر اعمال صالح کی طرف سبقت کا ذوق و شوق بڑی تیزی سے بڑھ جاتا ہے، اس کی زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے، اب اس کی زندگی میں ایک نئی روح، ایک نئی حیات اور اس کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے، جس میں دین و دنیا کی بھلانیاں جمع اور دونوں کی کامیابی شامل ہوتی ہے۔

حج بیت اللہ درحقیقت وہ عظیم الشان فریضہ ہے جس میں ایک حاجی کو وقت کی قربانی دینا پڑتی ہے، مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور جسمانی مشقتیں جھینانا پڑتی ہیں۔ مزید برآں اعزہ و اقرباء اور احباب و رفقاء سے دور ہو کر اور ان کی یادوں کو بالائے طاق رکھ کر اللہ رب العزت اور اس کے عبیب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادوں کے ورد کو اس تربیتی کورس میں اپنی زندگی کا شیوه بناتا ہے، اس طرح اس کے اندر اخلاص ولہمیت، اخوت و محبت، ایثار و قربانی اور دوسرا سے ان تمام اوصاف حسنہ کو نشوونما دینے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے جس کے دور میں اثرات و نتائج اس کی عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں اور پھر بلاشبہ اس کی زندگی قوم و ملت بلکہ پوری دنیا کے لیے موجہ سعادت و رحمت ثابت ہو جاتی ہے۔



بیان اور دعویٰ کی
تکمیل ایڈیشن میڈیا پرنٹس کی
تینیں بیانیں

رحمت بورڈ ہاؤس

ہوائی چپل	کورشوز	کورشوز	جوگر شوز
لیڈری سینڈل	نائلون کی چپل	پشاوری سینڈل	

دینی مدارس، افراء اسکولز اور الحما در وضة الاطفال
 طلباء و طالبات کے لئے شوز پر خصوصی رعایت

پروپریئر: سید مبشر اللہ احمد راشد

0321-2548435

السید ہاؤس 1441 MC - گرین ٹاؤن، عظیم پورہ ۷ کا آخری اسٹاپ، کراچی



امت مسلمہ قرآن و حدیث کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہرسال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہے؛ البتہ قربانی کو واجب یا سنت موکدہ کا نام دینے میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ علماء احتاف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ہر صاحب حیثیت پر اس کے وجوب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مالکؓ بھی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں، حضرت امام احمد بن حنبلؓ کا بھی ایک قول قربانی کے وجوب کا ہے۔ ہندو پاک کے علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ علامہ ابن تیمیہؓ نے بھی قربانی کے واجب ہونے کے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے؛ البتہ فقهاء و علماء کی دوسری جماعت نے قربانی کے سنت موکدہ ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے، لیکن عملی اعتبار سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا اہتمام کرنا چاہیے اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا غلط ہے خواہ اس کو جو بھی نام دیا جائے۔ ”جو اہر الکلیل شرح مختصر غلیل“، میں امام احمد بن حنبلؓ کا موقف تحریر ہے کہ اگر کسی شہر کے سارے لوگ قربانی ترک کر دیں تو ان سے قاتل کیا جائے گا کیونکہ قربانی اسلامی شعار ہے۔

قربانی کے وجوب کی رائے درج ذیل دلائل کی روشنی میں احتیاط پر مبنی ہے:
.....اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: نماز پڑھیے اپنے رب کے لیے اور قربانی سمجھیے۔
(سورہ الکوثر ۲) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کا حکم (امر) دیا ہے، عربی زبان میں امر

(حکم) کا صیغہ عموماً وجب کے لیے ہوا کرتا ہے۔

۲..... نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (مسند احمد ۲/۱۲۳، ابن ماجہ۔ باب الا ضاحی واجبہ می ام لا؟) عصر قدیم سے عصر حاضر تک کے جہور محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے قربانی کی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر سخت عید کا اعلان کیا ہے اور اس طرح کی وعید عموماً ترک واجب پر ہی ہوتی ہے۔

۳..... نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز عید سے قبل قربانی کر لی تو اس کی جگہ دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ قربانی نماز عید الاضحی کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کرنی چاہیے۔ (بخاری۔ کتاب الا ضاحی۔ باب من ذبح قبل الصلاة اعاد، مسلم۔ کتاب الا ضاحی۔ باب وقتہا) اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو حضور اکرم ﷺ نماز عید الاضحی سے قبل قربانی کرنے کی صورت میں دوسری قربانی کرنے کا حکم نہیں دیتے، باوجود یہ کہ اس زمانہ میں عام حضرات کے پاس مال کی فراوانی نہیں تھی۔

۴..... نبی اکرم ﷺ نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! ہر سال ہر گھروالے پر قربانی کرنا ضروری ہے۔ (مسند احمد ۲/۵۱۲، ابو داود۔ باب ما جاء في إيجاب الا ضاحی، ترمذی۔ باب الا ضاحی واجبہ ہی ام لا)

۵..... حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس عرصہ قیام میں آپ مسلسل قربانی فرماتے تھے۔ (ترمذی ۱/۲۸۱) مدینہ منورہ کے قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ سے ایک سال بھی قربانی نہ کرنے کا کوئی ثبوت احادیث میں نہیں ملتا، اس کے برخلاف احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران آپ ﷺ نے ہر سال قربانی کی، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں وارد ہے۔

مرحومین کی جانب سے قربانی

اگرچہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے؛ لیکن جمہور علماء امت نے درج ذیل دلائل شرعیہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ مرحومین کی جانب سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

ا..... نبی اکرم ﷺ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے علاوہ امت کے افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ (بیہقی ۸۶۲/۹) اس قربانی کو آپ ﷺ زندہ افراد کے لیے خاص نہیں کیا کرتے تھے، اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کا کوئی قول حتیٰ کہ کسی صحابی کا قول کتب حدیث میں موجود نہیں ہے کہ قربانی صرف زندہ افراد کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔ نیز قربانی کرنا صدقہ کی ایک قسم ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں صدقہ مرحومین کی طرف سے باتفاق امت کیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؓ نے کہا کہ مرحومین کی جانب سے قربانی کرنا افضل ہے اور مرحومین کی جانب سے قربانی زندہ شخص کی قربانی کی طرح کی جائے گی۔

(مجموع الفتاویٰ ۲۰۳/۲۲)

۲..... حدیث میں ہے کہ چوتھے خلیفہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ دو قربانیاں کیا کرتے تھے، ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جب کہ دوسرا اپنی طرف سے۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور اسی لیے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ (ترمذی۔ کتاب الا ضاحیٰ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باب ما جاء فی الا ضحیٰ عن لمیت، ابو داود۔ کتاب الضحاۃ۔ باب الا ضحیٰ عن لمیت) امام ترمذیؓ (۵۹۰۲-۵۹۷۲ھ) نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سلسلہ میں علماء امت کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے مرحومین کی جانب سے قربانی کی اجازت دی ہے جبکہ دوسرا جماعت نے اختلاف کیا ہے۔ غرضے کہ حدیث کی معروف کتب تحریر کیے جانے سے قبل ہی امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبلؓ نیز علماء احناف اور جن علماء نے ان احادیث کو قابل عمل

تسلیم کیا ہے، مرحومین کی جانب سے قربانی کرنے کی اجازت دی ہے اور یہی قول زیادہ مستند و قوی ہے؛ کیونکہ مرحومین کی جانب سے قربانی کرنا ایک صدقہ ہے اور حج و عمرہ بدل نیز مرحومین کی جانب سے صدقہ کی طرح مرحومین کی جانب سے قربانی بھی کی جاسکتی ہے؛ کیونکہ ہمارے پاس قرآن و حدیث میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے جس کی بنیاد پر کہا جائے کہ دیگر اعمال تو مرحومین کی جانب سے کیے جاسکتے ہیں؛ لیکن قربانی مرحومین کی جانب سے نہیں کی جاسکتی ہے۔

مرحومین کی جانب سے قربانی کرنے کی دو صورتیں ہیں: اگر مرحوم نے وصیت کی تھی اور قربانی مرحوم کے مال سے کی جا رہی ہے تو اس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے، گوشت مالداروں کے لیے کھانا جائز نہیں ہے۔ اگر مرحوم نے قربانی کرنے کی کوئی وصیت نہیں کی بلکہ ورثاء اور رشتہ داروں نے اپنی خوشی سے مرحوم کے لیے قربانی کی ہے (جیسا کہ عموماً عید الاضحیٰ کے موقع پر ہم اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے قربانی کرتے ہیں) تو اس کا گوشت مالدار اور غریب سب کھاسکتے ہیں۔ تمام گوشت صدقہ کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ جس قدر چاہیں غریبوں کو دے دیں اور جس قدر چاہیں خود استعمال کر لیں یا رشتہ داروں کو تقسیم کروں۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی مستند کتاب (ردا الحکار ج ۹ ص ۲۸۳) میں تحریر ہے جو مشہور حنفی عالم علامہ ابن عابدین شامیؒ نے تحریر فرمائی ہے۔

اس موضوع سے متعلق چند دیگر احادیث

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی متفقہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈ ہے قربان کیے۔ ایک اپنی طرف سے اور دوسرا امت کی طرف سے۔ (بخاری، مسلم، منند احمد، ابن ماجہ)۔ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا ثواب دوسروں کو حتیٰ کہ زندوں کو بھی پہنچتا ہے۔

☆..... ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرنے کے لیے کہتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لیے اجر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد، ابو داود، نسائی)

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ صدقہ کا ثواب مرحوم حتیٰ کہ زندوں کو بھی پہنچتا ہے۔

☆..... حضرت سعد بن عبادہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ... نے فرمایا: ہاں۔ (مسند احمد، ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ)۔ اسی مضمون کی متعدد دوسری روایات حضرت عائشہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بخاری، مسلم، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہیں، جن میں رسول اللہ ﷺ نے مرحوم کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے اور اسے مرحوم کے لیے نافع بتایا ہے۔

☆..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ قبیلہ ثمُّم کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے باپ کو فریضہ حج کا حکم ایسی حالت میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ بھی نہیں سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔ (بخاری، مسلم)

☆..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے باپ پر قرض ہو اور تم اس کو ادا کر دو تو وہ ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ اس شخص نے کہا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بس اسی طرح تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔ (مسند احمد، نسائی)

☆..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی؛ مگر وہ اس سے پہلے ہی مر گئیں۔ اب کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں پر اگر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا نہیں

کرتی، اسی طرح تم لوگ اللہ کا حق بھی ادا کرو۔ اور اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے ساتھ کیسے ہوئے عہد پورے کیے جائیں۔ (بخاری، نسائی)

ایک شبہ کا ازالہ

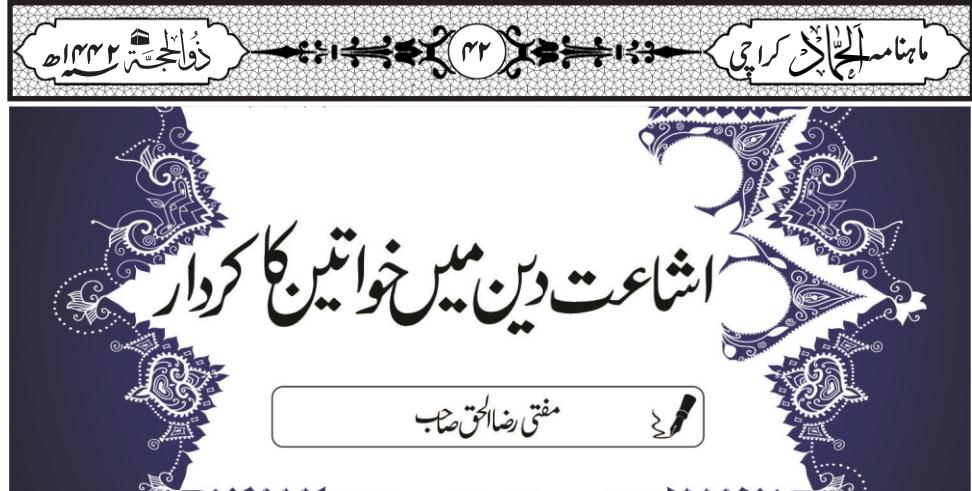
یہ کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کا اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے حج یا عمرہ بدل کرنا ثابت نہیں ہے؛ حالانکہ دیگر احادیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ حج و عمرہ بدل کے صحیح ہونے پر متفق ہے باوجود یہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے حج یا عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے الگ قربانی نہیں کی؛ لیکن آپ ﷺ اپنی جانب سے ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے، اور دوسری قربانی کے ثواب میں سب کو شامل فرمالیا کرتے تھے۔ نیز اس وقت اتنی فراوانی بھی نہیں تھی کہ مرحومین میں سے ہر ہر فرد کی جانب سے الگ الگ قربانی کی جائے۔ غرضے کہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں خیر القرون سے آج تک فقهاء و علماء کی ایک بڑی جماعت مرحومین کی جانب سے قربانی کرنے پر متفق رہی ہے۔ اگر کوئی شخص انتقال شدہ اپنے رشتہ داروں کی جانب سے قربانی نہیں کرنا چاہتا ہے تو نہ کرے لیکن جو حضرات حضور اکرم ﷺ کے قول عمل اور صحابہ و تابعین و فقهاء و علماء امت کے اقوال کی روشنی میں اپنا پیسہ خرچ کر کے قربانی کرنا چاہتے ہیں، ان کو منع کرنے کے لیے قرآن و حدیث کی دلیل درکار ہے جو کل قیامت تک بھی پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔

دوسرے شبہ کا ازالہ

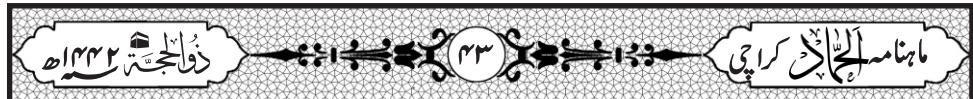
فرمان الٰہی ہے: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا۔ (سورہ النجم ۹۳۔ ۸۳) اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے: انسان کے انتقال کے بعد اس

کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل: صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور نیک لڑکے کی دعا جو وہ اپنے والد کے لیے کرے۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ) یہاں مراد یہ ہے کہ عمومی طور پر ہر شخص اپنے ہی عمل کی جزا یا سزا پائے گا؛ لیکن باپ یا بیوی یا کسی قریبی رشدہ دار کے انتقال کے بعد اگر کوئی شخص ان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے یا ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے یا ان کی طرف سے حج یا عمرہ بدلتا ہے یا قربانی کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی تلاوت کر کے اس کا ثواب مرحومین کو پہونچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرمائے گا مرحوم کو اس کا ثواب عطا فرمائے گا ان شاء اللہ۔ کیونکہ اگر یہاں عموم مراد لیا جائے تو پھر ایصال ثواب، قربانی اور حج بدلتا ہے اور غیرہ کرنا سب ناجائز ہو جائیں گے، بلکہ دوسرے کے حق میں دعائے استغفار حتیٰ کہ نماز جنازہ بھی بے معنی ہو جائے گی؛ کیونکہ یہ اعمال بھی اس شخص کا اپنا عمل نہیں ہیں جس کے حق میں دعا کی جا رہی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس طرح کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز فجر اور عصر کی پابندی کر لی تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری، مسلم) اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم صرف ان دو وقت کی نماز کی پابندی کر لیں، باقی جو چاہیں کریں، ہمارا جنت میں داخلہ یقینی ہے۔ نہیں، ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان دو نمازوں کی خاص اہمیت کو بتلانے کے لیے ہے کیونکہ جوان دو نمازوں کی پابندی کرے گا وہ ضرور دیگر نمازوں کا اہتمام کرنے والا ہو گا، اور نمازوں کا واقعی اہتمام کرنے والا دیگر ارکان کی ادائیگی کرنے والا بھی ہو گا، ان شاء اللہ۔ اسی طرح اس حدیث میں ان تین اعمال کی خاص اہمیت بتلائی گئی ہے۔





اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس طرح مردوں سے دین کی خدمت لی ہے، اسی طرح عورتوں سے بھی دینی خدمت لیتے آئے ہیں، قرآن کریم میں سورۃ انمل اور سورۃ القصص و مفصل سورتیں ہیں، ایک میں ملکہ بلقیس کی حقیقت پسندی اور ایمان ذکر فرمایا ہے اس کے بعد متصل سورت میں فرعون کا قصہ ہے، اس میں اشارہ ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ حقیقت پسند اور زیادہ دین کا کام کرنے والی ہوتی ہیں۔ بلقیس کا قصہ مشہور ہے کہ: جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہ کے ذریعے پتا چلا کہ وہاں ایک عورت ہے جو تم لکھم (ان کی بادشاہ ہے) قابل تجہب بات یہ ہے کہ: ۱:- عورت ہے اور ملکہ ہے۔ ۲:- دوسرا تجہب کی بات یہ ہے کہ اُوتیست من کل شیء، کہ اس کے پاس ہر قسم کا ساز و سامان ہے۔ ۳:- تیسرا تجہب کی بات یہ ہے کہ ولہا عرش عظیم کے عظیم الشان تخت کی مالکہ ہے۔ اور چوتھی تجہب کی بات یہ ہے کہ اس کو اور اس کی قوم کو میں نے دیکھا کہ وہ سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا، ملکہ بلقیس نے اپنے وزیروں اور مشیروں سے اس خط کے تناظر میں مشورہ کیا اور بادشاہی روایات کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدیہ واپس فرمایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی اور تبلیغ کی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بلقیس کا نکاح حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا ہے، نکاح ہوا ہو یا نہ ہوا ہوتی بات تو ضرور ہے کہ قرآن کریم میں اُدخلی الصرح تو ہے، اور جس محل میں وہ داخل ہوئی ہے اس سے نکلتا ثابت نہیں، بہر حال وہ اتنی حقیقت پسند تھی



کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بار دعوتِ اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور کوئی ردوقدح نہیں کی۔ اس کے بال مقابل فرعون کا قصہ ہے، فرعون باوجود مرد ہونے، ہوشیار ہونے اور باوجود تمام اسباب ہدایت موجود ہونے کے، اس کی ضد، عناد، جگود اور تکبر و اعتکبار کی وجہ سے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ ماشاء اللہ! دین پڑھنے والی یہ طالباتِ دینی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دین کی وہ خدمت کریں گی اور دین کو اس طرح سینے سے لگائیں گی جس طرح بلقیس نے لگایا تھا، متینی کا مشہور شعر ہے آپ نے سنا ہوگا:

و لا التأنيث لاسم الشمس عيب

و لا التذكير فخر للهلال

ترجمہ:- ”مونث ہونا شمس کے لئے عیب کی بات نہیں ہے، نہ مونث ہے اور اعلیٰ درجے کی چیز ہے، اور ہلال کے لئے مذکر ہونا فخر کی بات نہیں ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عورتیں ناقصاتِ اعقل و ناقصاتِ الدین ہیں، ناقصاتِ الدین کا مطلب یہ ہے کہ بعض ایام ایسے آتے ہیں کہ جس میں وہ دین پر عمل نہیں کر سکتیں، یعنی اس نقص کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں ان کے اختیار کو کوئی دخل ہے، بلکہ یہ ایسے ہے جیسے ہم کہیں کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے اور شاخ تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا، حالانکہ وہ اپنی گلگہ کامل مرد ہے۔ اسی طرح عورتوں کو ناقصاتِ اعقل کہا گیا ہے۔ عقل کی دو قسمیں ہیں: ا... عقل شرعی، ۲:... عقل عرفی۔ عورتوں میں عقل عرفی بہت اعلیٰ درجے کی ہے۔ شریعت نے عورتوں کو کس طرح ناقصاتِ اعقل کہا ہے؟ تو اس کا آسان جواب آپ کو بتاتا ہوں کہ ناقصاتِ اعقل سے مراد عقل شرعی ہے، عقل عرفی عورتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے، خود حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ یہ عورتیں اذہب للب الرجل الحازم من احذاکن ہو شیار مرد کو بھی بوٹل میں اتارنے والیاں ہیں، گھر میں بھی اس کی حکومت چلتی ہے اور باہر بھی اس کی حکومت چلتی ہے۔ ہاں عقل شرعی کی کمی ہوتی ہے، اور عقل شرعی کا مطلب یہ

ہے کہ آدمی بتائج کو نہ سوچے، جب آدمی نتیجے پر غور نہیں کرتا تو اسے نقصان ہوتا ہے، جیسے عورت یہ کہتی ہے کہ فلاں موقع آ رہا ہے اور اس پر ہمیں اتنا خرچ کرنا ہے، ختنے میں اتنا خرچ کرنا ہے، شادی میں اتنا خرچ کرنا اور مغلنی میں اتنا خرچ کرنا ہے، اور فلاں رسم اس طرح ہونا چاہئے، تو شوہر اور باپ کے مال کو انہی چیزوں میں اڑاتی ہیں، اس معنی میں ان کو ناقصات العقل کہا گیا ہے کہ بتائج کو وہ نہیں سوچتیں۔

بہر حال بلقیس بھی عورت تھی اور اسی طرح آسیہ بنت محاذب فرعون کے گھر میں تھی اور فرعون کے گھر میں پلی بڑھی، فرعون کی بیوی تھی، اس کے باوجود اللہ نے اس کو اعلیٰ درجے کی ہدایت کی توفیق نصیب فرمائی تھی، فرعون کا مقابلہ کیا اور سخت مشقتوں کو برداشت کیا، اسی طرح دین کی محنت میں آپ مشقتوں کو برداشت کریں اور اس محنت اور مشقت کے نتیجے میں اللہ آپ کو مالا مال فرمائیں گے ان شاء اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن بامکال عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے ان میں حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم بہت نمایاں ہیں، ان میں سے ہر خاتون کی دینی، علمی، عملی ہر اعتبار سے ہر ایک کی الگ خصوصیت تھی، گویا ہمیں یہ حکم ہو رہا ہے کہ ہماری عورتوں کو ان خصوصیات کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر ان خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت آپ میں نہیں، تو آپ کامل نہیں بلکہ ناقص ہوں گی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ دین کے لئے قربانی دیتی تھیں، دین کے لئے جتنی قربانی انہوں نے دی، اتنی قربانی دوسرا عورتوں نے بہت کم دی ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ان کو تسلی دینا اور ان پر اپنا مال خرچ کرنا اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں رہنا اور بھوک و پیاس برداشت کرنا، یہ ان کی خصوصیات تھیں، اس خصوصیت کو ہم بھی اور ہماری عورتیں بھی اختیار کریں کہ اپنا مال دین پر خرچ کریں اور دین کے راستے میں بچے اور بچیوں پر تکلیف آئے یا شوہر پر تکلیف آئے تو ان کو حوصلہ دیں۔ جب رسول اللہ علیہ وسلم پریشان تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ آپ کو ذلیل و رسول نہیں کریں گے۔

انک لتصل الرحم،
آپ رشتہ داریوں کو پالتے ہیں۔
وتحمل الكل،
اور آپ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔
وتكسب المال للمعدوم،
اور مال کما کر ان کو دیتے ہیں، جن کے پاس مال نہیں ہے۔
وتعین على نواب الحق،
اور حق کے راستے میں جو مصیبیں پڑتی ہیں ان کی مدد کرتے ہیں،

دیکھو! تسلی دینا، مال خرچ کرنا اور مصیبت برداشت کرنا یہ خصوصیت ہماری عورتوں میں بھی آنی چاہئے جتنا عمل اونچا ہوتا ہے جزاً بھی اتنی ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جبریل نے مجھے فرمایا کہ: میں خدیجہ کو ایسے محل کی خوشخبری دوں جو موئی کا بنا ہوا ہے۔ جنہوں نے دین میں مشقت برداشت کی ان کے ساتھ خاص فضل و کرم اور راحت والا معاملہ ہوگا، ایک پہلو تو یہ ہے، اس پہلو سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ دوسری عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ علم کے حاصل کرنے میں بہت زیادہ مشغول تھیں، محدثین نے راویوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے:

۱:- بعض راویوں کو مکثیرین کہتے ہیں، جن صحابہ سے ایک ہزار سے زیادہ روایات مروی ہوں وہ مکثیرین ہیں۔

۲:- جن راویوں سے سو سے لے کر ہزار تک احادیث مروی ہوں ان کو متسطین کہتے ہیں۔

۳:- جن صحابہ سے سو سے کم احادیث مروی ہوں ان کو مقلدین کہتے ہیں۔ جاری ہے۔۔۔





استقامت اور صبر

غزوہ خندق میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انتہائی صبر و استقامت سے کام لیا۔ بھوکے پیاسے، آلات وسائل کی کمی اور موسم کے ناموافق ہونے کے باوجود مسلسل ایک مہینہ تک جنگ لڑتے رہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خندق کھونے کا حکم دیا تو پیٹ پر پتھر باندھ کر کھدائی کا کام انہوں نے اس طرح انجام دیا جیسے کہ جنات کی کوئی فوج زمین کا تخت الٹ دے، صرف چھ روز میں اتنی بڑی خندق تیار ہو گئی، ایمانی جذبات میں آکر کبھی ترانہ گاتے اور کبھی اپنے مشن کی کامیابی کے لیے خدا سے دعا کرتے، حالات بد سے بدتر ہو گئے؛ مگر ایک صحابی نے بھی اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹایا، اس سے آج کے مسلم رضا کاروں کو سبق ملتا ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، جنگی محاذ سے قدم نہیں ہٹانا چاہیے۔ صبر و استقامت کامیابی کی کلید ہے، اس کے فوت ہونے سے منزل پانے کی امید نہیں کی جاسکتی۔

باہیثیت افراد کی کام میں شرکت

حضرت ابو بکر، حضرت عمرؓ ہی نہیں؛ بلکہ خود شہنشاہ کائنات، رسول اکرم ﷺ خندق کھونے میں شریک تھے، دس آدمیوں کی ٹولی کے ایک رکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح آپ امٹی باہر پھینکتے، جس سے جسم مبارک گرد آلود ہو گیا تھا، جب کھدائی کا کام شروع

ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موقع پر پہنچ گئے اور آخر تک مجھے رہے۔ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ جماعت کے سربراہ اور باحیثیت لوگوں کے کام میں شریک رہنے سے کارکنوں کو حوصلہ ملتا ہے، کام میں قوت اور تازگی محسوس ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلم سپاہیوں نے پسینہ بھاتے ہوئے متواتر فاقوں کے ساتھ خندق کھونے میں ڈٹ کر کام کیا۔ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب بھوک اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا تذکرہ کیا تو حضور ﷺ نے اپنا کپڑا اٹھا کر دکھایا، یہاں تو دو پتھر باندھنے کی نوبت آگئی ہے۔ اس سے ان کو راحت ملی اور بھوک کا احساس جاتا رہا، ایثار و قربانی کی یہ حقیقت جب ہی قائم رہتی ہے، جب کہ ساری جماعت اس میں حصہ دار ہو؛ لیکن اگر کچھ لوگ اپنے آپ کو بالآخر کر دکھایا تو ایثار و قربانی کی ذمہ داری دوسروں کے سر ڈالنا چاہیں تو ساری جماعت سے یہ خوبی جاتی رہتی ہے، موجودہ عالمی حالات میں دینی سیاسی اور سماجی قائدین کو اس پر خاص نظر رکھنی چاہیے؛ تاکہ بات میں وزن پیدا ہو اور عام انسانوں کو تہائی کا احساس نہ ہونے پائے۔

دشمنوں کو کمزور کرنے کی تدبیریں

سپہ سالار اعظم رسول اکرم اے بنی غطفان کے ساتھ مدینہ کی تہائی پیداوار پر مصالحت کی جو راہ نکالی تھی اس سے یہ حکمت مستقاد ہوتی ہے کہ تحریک اسلامی کو شدید مخالفوں سے بچا کر نکالنے اور دشمنوں کا زور گھٹانے کے لیے اگر کبھی قدم پیچھے ہٹانا پڑے یا جھکاؤ اختیار کرنا پڑے تو یہ ناممکن اور منوع چیز نہیں ہے۔ فوجی قیادت کے بہتر اوصاف میں یہ شامل ہے کہ کشمکش کے حالات میں کسی بھی طرح دشمنوں کی صفت اتحاد میں دراث پیدا کر دی جائے، ظاہر ہے کہ جب کسی مشن میں شریک افراد میں سے بعض قدم پیچھے ہٹالیں اور تعاقون و تناصر سے دست کش ہو جائیں تو اجتماعی قوت متاثر ہوگی اور باقی لوگوں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی۔ یہی حکمت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے دوران را فرار اختیار کرنے والے مجاہد کے بارے میں سخت وعید بیان فرمائی ہے؛ تاکہ اسے دیکھ کر دوسرے سپاہیوں کے ثبات میں کوئی تزلزل

پیدا نہ ہو، موجودہ حالات میں غزہ احزاب کے اس اسوہ پر بطور خاص عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے کوشش کی جائے کہ غیر مسلم تنظیمیں متحدا ہو سکیں، جب بھی اسلام پر یلغار کیے جانے میں ڈھنی ہم آہنگی کا احساس ہو، مسلم قائدین اہل قلم اور اصحاب نظر کوئی ایسی بات پیدا کر دیں کہ مخالفین خانہ جنگی کے شکار ہو جائیں، آپس میں افتراق و انتشار پیدا ہو جائے، اس سے جنگ اور مخالفت اگر ختم نہیں ہوگی تو کم سے کم دشمنوں کا زور کافی حد تک کم ہو جائے گا۔

جنگی تدبیریں اسلام کی نظر میں

نعیم بن مسعودؓ نے دوران جنگ مسلمان ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے مسلمان ہونے کا کسی کو علم نہیں ہے، اگر اجازت دیں تو میں بعض تدبیریں کے ذریعہ دشمنوں کی جمعیت میں پھوٹ ڈال دوں، ممکن ہے یہ ان کی ناکامی کا ذریعہ بن جائے، رسول اکرم اے ”آخر ب خذعه“ (اڑائی تو اصل میں حیله اور تدبیر ہی کا نام ہے) کا کلیہ بیان فرمایا کہ اجازت دی۔ پھر نعیم بن مسعود نے بنو قریظہ اور دوسرے قبائل کے درمیان پائے جانے والے اتحاد کو توڑنے میں اہم رول ادا کیا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اخلاقی حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے جنگ کے دوران ایسی تدبیریں اور چالیں اختیار کی جاسکتی ہیں، جن سے دشمنوں کو شکست ہو یا اسلامی دفاعات کو وہ مانند پر مجبور ہو جائیں؛ بلکہ بعض صورتوں میں یہ تدبیریں اشد ضروری ہو جاتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر اگر سادگی سے بیٹھے تماشہ دیکھتے رہیں تو ہلاکت اور نقصان عظیم کا خطرہ ہے۔ نبیر سے بنو نفیر کے سردار حبی بن اخطب نے ابوسفیان کی مدد کے لیے جب غلہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روک لیا جس سے مسلمانوں کو کافی قوت ملی اور دشمن کمزور ہو گئے، یہ بھی جنگی تدبیر تھی؛ اس لیے کہ بھوکے پیاسے میدان جنگ میں ثابت قدم رہنا مشکل ہے یہ اور اس طرح کی مختلف تدبیریں موجودہ عالمی حالات میں اختیار کی جائیں تو ممکن ہے کہ ڈھنی طور پر دشمن اسلام پست ہو جائیں اور ان کی قوت و طاقت کمزور پڑ جائے۔





گوشت فارسی زبان کا لفظ ہے۔ بکرے کے گوشت کو چھوٹا گوشت اور بیل، گائے یا بھینس وغیرہ کے گوشت کو بڑا گوشت کہتے ہیں۔ سائنسی طور پر گوشت ایک صحت مند کھانا تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں لحمیات (پروٹئن) خاصی تعداد میں ہوتے ہیں۔

ذرائع

گوشت ہمیں مختلف جانوروں کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسلام میں ہر جانور کا گوشت حلال نہیں بلکہ چند مخصوص جانور ہی ہیں کہ جن کا گوشت حلال ہے۔ ان جانوروں میں گائے، بیل، بکر، اونٹ، ہرن اور مچھلیوں کی اقسام شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پرندوں کی چند اقسام بھی حلال ہیں۔ مسلمان انہی جانوروں کو حلال طریقے سے ذبح کر کے ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ مسلمان اپنے مذہبی تہوار، "عید الاضحیٰ" کے موقع پر اپنی حیثیت کے مطابق گائے، بیل، بکرا یا اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ بلا مبالغہ ان مذبوحہ جانوروں کی تعداد لاکھوں میں پہنچتی ہے مگر اس کے باوجود ان جانوروں کی تعداد میں کمی نہیں آتی۔

پکوان

گوشت کو مختلف طریقوں سے پکا کر کھایا جا سکتا ہے مثلا بھون کر یا ابال کر۔ برصغیر پاک و ہند میں گوشت کے کئی پکوان بنائے جاتے ہیں جیسے کہ قورمه، بریانی، نہاری وغیرہ۔ عید کے موقع پر گوشت سے طرح طرح کے مزیدار پکوان بنائے جاتے ہیں جن میں باربی کیو، تکہ وغیرہ شامل ہیں۔

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ باربی کیو کا گوشت مکمل نہیں پکتا اس لئے یہ جلد ہضم نہیں ہوتا، اس لئے کوشش کریں کی اپنے کھانوں میں مصالحوں کا زیادہ استعمال نہ کریں، کیونکہ اس سے بلڈ پریشر اور دل کے امراض

پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور جو لوگ پہلے سے ان امراض میں بیٹلا ہیں ان کے لئے اور بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ گوشت کا بنیادی فائدہ اس کے پروٹین میں ہے، جو انسانی جسم میں بنیادی مادہ ہیں۔ مزید یہ کہ اس میں آئرن کی صورت میں ایک اعلیٰ مواد بھی موجود ہوتا ہے۔ خون میں اس عضر کی کمی سے خون کی کمی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

گوشت کے فوائد و نقصانات

گوشت حیوانی پروٹین کے حصوں کا بہترین ذریعہ ہے اور انسانی جسم کی نشوونما کے لئے پروٹین کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ پروٹین انسانی جسم میں خلیوں کی تواریخ پھوڑ لیجی میٹا بولزم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کمزوری دور کر کے ایٹھی بادیز بنتاتے ہیں جس کی بدولت جسم مختلف اقسام کے انفیکشن سے محفوظ رہتا ہے۔ گوشت کی بدولت ہی خون میں سرخ خلیے لیجی (ریڈ بلڈ سیلز) بنتے ہیں، جبکہ آئرن، زکن، سیلینیم اور مختلف اقسام کے وٹائز بھی اسی سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ آئرن سے جسم میں ہیموگلوبین پیدا ہوتا ہے۔ اور خون کی ترسیل بہتر ہوتی ہے زنک سے نئے نئے شووز بنتے ہیں اور سیلینیم جسم سے غیر ضروری چکناکیوں اور دگر کیمیکل ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ گوشت میں موجود وٹامن اے، بی اور ڈی ہڈیوں، دانتوں آنکھوں اور دماغ کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی جوان رکھتے ہیں۔ حیاتیاتی اعتبار سے مکمل پروٹین ہم میں آٹھوں بنیادی امازوائیڈ موجود ہوں گوشت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری امازوائیڈ قدرتی طور پر انسانی جسم میں پیدا نہیں ہوتے لہذا ان کا بیرونی غذا سے حصوں ضروری ہے یہ نہ صرف مسلز کو طاقت ور بنتاتے ہیں بلکہ جسم کی قوتِ مدافعت میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قربانی کا گوشت تازہ اور صحیت مند غذائیت سے بھرپور ہونے کے باعث زیادہ کیلو یز پر مشتمل ہوتا ہے جس کو زیادہ مقدار میں کھانے سے مضرِ صحیت اثرات کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔

گوشت چھوٹا ہو یا بڑا... اپنی افادیت کے اعتبار سے منفرد ہے

لذت اور ذائقہ کے اعتبار سے بکرے کا گوشت سب سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کا اعتدال پنداہ استعمال جسمانی قوت اور افواش صحیت کے حوالے سے نہایت مفید ہے۔ اکثر مریضوں کو بکرے کے گوشت کا شوربہ غذا کے طور پر تجویز کیا جاتا ہے۔ ہڈی کے قریب والے گوشت میں رطوبت بھی زیادہ ہوتی ہے اور وہ زیادہ لذیذ اور غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے لیکن نسبتاً تاخیر سے ہضم ہوتا ہے۔ دُنبے کے گوشت کے بارے میں قدیم

اور جدید ماہرین صحت کا متفقہ فصلہ ہے کہ تمام حلال جانوروں میں سے دیرہضم اور حمیات کے حوالے سے لطیف ترین غذا کی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت مقوی اور لذیز ہے۔ بھیڑ کا گوشت انسانی صحت کے حوالے سے بکرے کے گوشت کے بعد پہلے نمبر پر خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی تاثیر معتدل بنانے کے لئے گوشت کو پکاتے وقت بڑی الائچی، دارچینی اور سیاہ زیرہ ضرور شامل کریں۔ گائے کا گوشت ہمارے ہاں کثرت سے استعمال ہوتا ہے لیکن لوگ اسے بکرے کے گوشت سے کم عذائیت کا حامل خیال کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ طبی نقطہ نگاہ سے گائے کا گوشت بکرے کے گوشت کی نسبت جسم کو زیادہ حرارت اور طاقت بخشا ہے البتہ اس کا کثرت سے استعمال بھی کئی امراض کا سبب بنتا ہے۔ وہ لوگ جنہیں زیادہ محنت مشقت کی عادت نہ ہوانہیں گائے کے گوشت سے پرہیز کرنا چاہیے اونٹ کا گوشت پاکستان میں بہت کم کھایا جاتا ہے۔ ذاتے میں نمکین یہ گوشت زیادہ ثقل بھی ہوتا ہے تاہم بواسیر کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔

دل کے مریض گوشت کے بجائے دالیں اور سبز یاں زیادہ استعمال کریں، شوگر اور دل کے مریض کیجی، گردے اور مغز کا استعمال ہرگز نہ کریں کیونکہ ان میں کولیسٹرول کی مقدار عام گوشت کے مقابلے میں کئی گناہ زیادہ ہوتی ہے۔

جانوروں کے گردوں، دل، دماغ، اوچھڑی، کلپی، زبان اور لبلیے میں وٹامنز اور آئرن سمیت میگنیشیم، سیلینیم، زنک اور دیگر غذائی اجزاء موجود ہوتے ہیں، جو انسانی صحت اور مضبوط جسم کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں۔ کلپی، اوچھڑی، گردوں، دل اور دماغ کا گوشت حاملہ خواتین کے لیے بھی نہایت فائدہ مند ہے، جونہ صرف ماں بلکہ بچے کی غذا کے لیے بھی بہترین ہے۔

کلپی، اوچھڑی اور گردوں میں کولیسٹرول

ہیلچہ جزل میں شائع ہونے والے مضمون کے مطابق ان تمام اعضاء کے گوشت میں کولیسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، تاہم یہ نقصان دہ نہیں ہوتی۔ ماہرین کے مطابق انسان کا جگر، کلپی اور گردے کولیسٹرول پیدا کرتے ہیں، تاہم یہ اعضاء اُس وقت کولیسٹرول پیدا کرنا بند کر دیتے ہیں، جب انسان کولیسٹرول کی مقدار والے کھانے یا پھل کھاتا ہے۔

مضمون میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ کلپی، گردوں، اوچھڑی، دل، دماغ، لبلیے اور زبان کا گوشت کھانے سے

خون میں کولیسٹرول کی سطح نہیں بڑھتی اور ان کو کھانے کے بعد انسان کا جگر، گردے اور دیگر اعضاء کو لیسٹرول پیدا کرنا بند کر دیتے ہیں۔

کولیسٹرول کے مریض کوشش کریں کہ گوشت کو اس انداز سے لیا جائے کہ وہ ابلا ہوا ہو اور اس کے اندر چکنائی کی مزید آمیزش نہ کی جائے کیونکہ اس میں کم از کم تیس فی صد چکنائی تو ہوتی ہی ہے جو کولیسٹرول کی سطح کو بڑھانے کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ ایک دن میں آدھا کلو گوشت سے زیادہ استعمال نہ کریں۔

قربانی کا گوشت محفوظ کرنے کا طریقہ

گوشت کو صاف سترہی جگہ پر رکھ کر کاٹیں۔ گوشت کا مٹتے وقت کھانے سے پرہیز کریں۔ جانور کو ذبح کرنے کے بعد فوراً گوشت کو صاف کر کے چھوٹے حصوں میں تقسیم کریں۔ گوشت کو کلو یا دو کلو کے پیک میں بند کر لیں اور فوراً فرتنگ میں رکھ دیں۔ گوشت میں مختلف قسم کے جراشیم (بیکٹیریا) موجود ہوتے ہیں اور اگر مناسب درجہ حرارت پر فرتنگ میں جلدی نہ رکھیں تو جراشیم گوشت کو آلودہ کر دیتے ہیں اور گوشت خراب ہو جاتا ہے۔ گوشت اور دوسرا کھانے کی چیزوں کو فرتنگ میں ایک ساتھ نہ رکھیں۔ گوشت اور سبزیوں کی کٹنگ کے لئے الگ الگ چھریاں اور کٹنگ بورڈ استعمال کریں۔ فریزر کی صفائی روزانہ کی بنیاد پر کریں اور درجہ حرارت پر مناسب چیک اینڈ بیلنس رکھیں۔ فریزر سے بدبو کو ختم کرنے کے لئے کھانے کا سوڈا کسی کھلے برتن میں ڈال کر فریزر میں رکھیں۔ گوشت کو کاشنے سے پہلے اور بعد میں اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح سے دھو لیں تاکہ آپ جراشیم سے محفوظ رہ سکیں۔

مصنوعی طریقے سے محفوظ کیا گیا گوشت صحت کے لئے مضر ہے

ہر چیز جوتا زہ ہوتی ہے اس میں زیادہ سے زیادہ غذائیت موجود ہوتی ہے جو کہ محفوظ شدہ خوراک میں نہیں مل پاتی، اگر گوشت کو مناسب وقت اور درست طریقے سے محفوظ نہ کیا جائے تو وہ اپنی غذائیت کھو دیتا ہے۔ درست وقت اور مناسب طریقے سے محفوظ کئے گئے گوشت میں غذائیت برقرار رہتی ہے۔ یاد رکھئے گوشت کو محفوظ کرنے کے لئے نمک یا کیمیکل کا استعمال ہرگز نہ کریں اور نہ ہی ابال کر محفوظ کریں اس طرح محفوظ کیا گیا گوشت صحت کے لئے مضر ہے۔

مصنوعی طریقے سے محفوظ کئے گئے گوشت کے استعمال سے کینسر، فالج، ہائی بلڈ پریش، پروسٹیٹ کینسر، کولیسٹرول یول میں اضافہ، مثانے کا کینسر، ذیا بیس، پھیپھڑوں کی بیماری سمیت دل کی بیماری کا عارضہ لاحق ہو سکتا ہے۔

سنہری بائیں

قسط
نمبر: 02

گوکان انتہی حکایت عبید اللہ صاحب

دھوپی نے توبہ کر لی

حضرت عیسیٰ ﷺ کے زمانے میں ایک دھوپی تھا، وہ لوگوں کے کپڑے بدل دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! اسے ہلاک کر ڈالئے۔ اس کے بعد وہ اپنی عادت کے موافق تین روٹیاں لے کر نکلا۔ ایک سائل آیا تو اس نے ایک روٹی اسے دیدی۔ اس نے دعا دی کہ جو بڑی بلا آسمان سے نازل ہو، خدا تجھ سے دور رکھے۔ یہ دعا اس کو نہایت پسند آئی اور اس نے دوسرا روٹی بھی اس کے حوالے کی، اب اس نے کہا خدا ساری آفتوں سے تجھے حفظ رکھ۔ اس پر اس نے تیری روٹی بھی اس کو دیدی، تب اس نے کہا خدا نے نہایت خوبی سے تیری توبہ قبول فرمائی۔ اس کے کپڑوں میں ایک سانپ گھس کر بیٹھ رہا تھا جب اس نے کپڑے لینا چاہا تو سانپ نے اسے کاٹنے کا ارادہ کیا، اسی دم ایک فرشتہ نے اس کے منہ میں لوہے کی لگام چڑھا دی اور وہ دھوپی صحیح و سالم واپس آیا۔ لوگوں نے کہا: اے روح اللہ! دھوپی تو صحیح و سالم لوٹ آیا۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے اسے بلا کر دریافت کیا کہ تو نے کیا نیکی کی ہے؟ اس نے کہا میں نے تین روٹیاں خیرات دی تھیں۔ پھر انہوں نے سانپ سے پوچھا تو نے اسے مار کیوں نہ ڈالا؟ اس نے کہا اے نبی اللہ! خدا نے آپ کی دعا مستجاب کر لی تھی، مجھ کو اس

کے قتل کا حکم ہوا تھا لیکن اس نے ایک سائل کو خیرات جودی تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور میرے منہ میں لگام چڑھادی لوگوں کو تجھب ہوا اور وہ دھوپی تائب ہو گیا۔

پانی پلانا عظیم خیرات ہے

حضرت سعد بن عبادہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں اپنی ماں کی طرف سے خیرات دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! انہوں نے دریافت کیا۔ کس خیرات میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی پلانے میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اے سعد! میں تمہیں ایک نہایت آسان خیرات جس کی قدر نہایت عظیم ہے نہ بتا دوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں.....؟ ضرور بتلا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا پانی پلانا۔

جب ماں ناامید ہو گئی

ایک شخص ایک موکے سے ایک کوٹھری میں بھوسہ بھرا کرتا تھا۔ لڑکے کھیل رہے تھے۔ اتفاق سے ایک لڑکا اس کے اندر گر پڑا اور بھوسہ میں دب گیا۔ اس شخص نے وہ موکہ اور کوٹھری کا دروازہ سیل کر دیا۔ جب اس کی ماں ناامید ہو گئی تو وہ اس کی طرف سے روزانہ ایک روٹی خیرات کرنے لگی۔ جب جاڑا آیا تو اس نے دروازہ کھول کر جانوروں کے لئے تھوڑا تھوڑا بھوسہ نکالنا شروع کیا۔ جب سب بھوسہ نکال چکا تو لڑکے کو دیکھا کہ ایک روٹی لئے ہے۔ اس کو نکال کر اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا۔ ماں نے اس سے حال پوچھا تو وہ کہنے لگا: اے ماں! جب رات ہوئی تھی تو ایک شخص میرے پاس ایک روٹی لاتا تھا اور جب تک میں سوتا نہ تھا میرا جی بہلا یا کرتا تھا۔ حاصل یہ کہ خیرات کی برکت سے خدا نے اس کے لڑکے کو اس سے پھر ملا دیا۔





اسفار نئیس الجامعہ مدظلہم

مئرخہ 6 ذیقعدہ 1442ھ برابط 16 جون 2021ء بروز بدھ صدر جامعہ حمادیہ حضرت مولانا قاسم عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنے بڑے صاحبزادے مولانا حماد الرحمن سلمہ کے ہمراہ کراچی سے اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں آپ نے اگلے روز سترہ جون کو دارالعلوم زکریا ترنول اسلام آباد میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کے اجلاس میں شرکت فرمائی واضح رہے کہ یہ اجلاس وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور ناظم اعلیٰ کے انتخاب کے سلسلے میں طلب کیا گیا تھا جس میں اتفاق رائے سے شیخ المشارک حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر حظہ اللہ کو "صدر" اور حضرت مولانا قاری حنفی جالندھری مظلہ العالی کو اگلی دستوری مدت پانچ سال کے لیے "ناظم اعلیٰ" منتخب کر لیا گیا۔

بعد ازاں 8 ذی القعده 442 برابط 18 جون 2021 بروز جمعہ جامعہ کے قدیم استاد حضرت مولانا قاری عبدالحیظ صاحب کی سرپرستی میں قائم شدہ مدرسہ زینت القرآن راولپنڈی کا دورہ کیا اور احباب سے ملاقاتیں کیں

پھر تین دن 9، 10 اور 11 ذیقعدہ دیگر مصروفیات میں صرف کرنے کے بعد 12 ذیقعدہ بروز منگل جامعہ ابو ہریرہ نو شہرہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے مہتمم جامعہ ابی ہریرہ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں تھنے میں بانی جامعہ حمادیہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا عبد الواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر لکھی گئی کتاب "سیدی و مرشدی"

مؤلفہ حضرت مولانا ابو سجاد صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیش کی جس پر حضرت نے خوب اظہار مسرت فرمایا اور اس کاوش کو سراہتے ہوئے صدر جامعہ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا اور ڈھیر ساری دعاوں سے نوازا۔

اگلے روز 13 ذی القعده 23 جون 2021 بدھ کے دن نو شہرہ میں ہی واقع ہے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ حقانیہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے جامعہ حقانیہ کے مہتمم نائب صدر و فاقہ المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کیں اور رواں تعلیمی سال کے آغاز میں قائم ہونے والے شعبہ تخصص فی الدعوة والارشاد کا خصوصی دورہ کرتے ہوئے متعلقہ شعبہ کے طلبہ کرام سے پرمنغز خطاب فرمایا۔

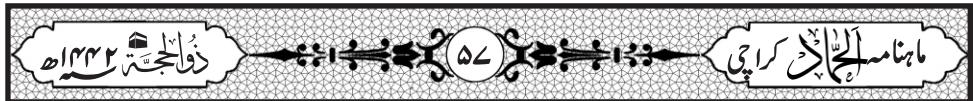
جامعہ حقانیہ کے دورے سے فارغ ہونے کے بعد نو شہرہ میں ہی واقع ایک اور دینی درسگاہ جامع تحسین القرآن تشریف لے گئے جہاں ناظم جامعہ حضرت مولانا انعام الرحمن صاحب سے مختصر ملاقات کرنے کے بعد بفضلہ تعالیٰ رات دن بجے بذریعہ ایز سیال ایز لائن کراچی واپس پہنچے۔

ماہنامہ اصلاحی مجلس

الحمد للہ جامعہ حمادیہ اعلیٰ معیاری تعلیم فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ طالبائی علوم نبوت کی اصلاح و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دیتا ہے چنانچہ اسی مقصد کے حصول کی خاطر و فناً فوت تربیتی و اصلاحی پروگرامات کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس میں اساتذہ کرام اپنی قیمتی پند و نصائح سے طلبہ کو بہرہ مند فرماتے ہیں رواں ماہ تین مجالس کا انعقاد عمل میں آیا۔

پہلی مجلس نئے تعلیمی سال کے آغاز کے موقع پر افتتاحی تقریب کے شمن میں منعقد ہوئی جس کی تفصیلات گزشتہ شمارے میں شائع کر دی گئی تھیں۔

دوسری اصلاحی مجلس مؤرخہ ۱۷ ذی القعده ۱۴۴۲ھ 2021ء بروز جمعرات نماز ظہر کے متصل بعد جامع مسجد جامعہ حمادیہ میں منعقد ہوئی اس مجلس کے متكلم جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا تو صیف احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ تھے۔



تیسرا مجلس اذیقعدہ ۱۴۴۲ھ بمقابلہ 22 جون 2021ء بروز منگل دوپہر بارہ بجے جامعہ کی مسجد میں منعقد ہوئی جس میں جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا سردار صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی نصیحت آمیز خطاب سے طلباء کو مستفیض فرمایا۔

خوشخبری

طلبائے مدارس دینیہ کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے جامعہ حمادیہ کراچی میں 3 جولائی 2021 سے "بیک ٹو ایڈوانس" کمپیوٹر کورس کا آغاز کیا جا رہا ہے دو ماہ کے مختصر دورانیہ پر مشتمل یہ کورس قلیل مدت میں ماہر ٹرینر سے کمپیوٹر سیکھنے کا سنبھالی موقع ہے کورس میں داغلہ کے خواہش مند ایڈیشن فارم کے حصول کے لیے یا کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے جامعہ کے استقبالیہ سے رابطہ فرمائیں۔

رابطہ نمبر استقبالیہ جامعہ حمادیہ کراچی 0334-0037660

دعائے صحیتیابی

صدر و فاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ، ناظم اعلیٰ و فاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا قاری حنفی جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور صدر جامعہ حمادیہ حضرت مولانا قاسم عبد اللہ صاحب کے بہنوئی استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا افتخار احمد عظی صاحب دامت برکاتہم العالیہ یہ تمام حضرات ان دونوں سے شدید علیل ہیں اور مختلف عوارض میں بنتا ہیں اس موقع پر ہم رب ذوالجلال کے حضور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اکابر امت کو جلد از جلد مکمل صحیتیابی نصیب فرمائیں اور ان حضرات کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھیں تمام عالم اسلام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

آیت کریمہ کا ختم

مذکورہ بالا اکابر امت اور تمام مریضوں کی صحبتیابی کے لیے ۱۹ اذیقعدہ ۱۴۲۲ھ برابر با 28 جون 2021ء پیر کے روز جامعہ حمادیہ میں حضرت مولانا مفتی عاصم عبد اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر سرپرستی آیت کریمہ (لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ) کا ختم کیا گیا اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔

دعائے مغفرت

مؤرخہ ۱۸ اذیقعدہ ۱۴۲۲ھ برابر با 27 جون 2021ء بروز پیر جامعہ کے قدیم مخلص جناب حسین صاحب طویل علاالت کے بعد انتقال کر گئے، (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس موقع پر ہم پسمندگان سے دلی تعریت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب کریم مرحوم کی کامل مغفرت فرماء کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اظہار تشکر

رکن قومی اسمبلی اکرم چیمہ صاحب کی کوششوں کے نتیجے میں میں نئی سیورٹی لائن کی تنصیب کے بعد رواں ہفتے جامعہ حمادیہ روڈ کی کارپیٹنگ کا کام بھی مکمل ہوا اس دیرینہ مسئلہ کو حل کرنے پر ہم تھے دل سے جناب اکرم چیمہ صاحب اور ان کی ٹیم کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائیں۔





قربانی کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ

سوال: قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں اور کیا سارا گوشت خود کھالینا

جازز ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

قربانی کے بارے میں مستحب یہ ہے کہ اس کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ اپنا، ایک غریبوں کا اور ایک رشته داروں کا، لیکن اگر کسی جگہ غرباء دستیاب نہ ہوں تو سارا گوشت خود کھانا یا رشته دار کو کھلا دینا بھی جائز ہے۔

قربانی کے لیے تیسرا جانور خریدنے کے بعد پہلے ذبح نہ کئے گئے دو
جانوروں کا حکم

سوال: زید نے ایک گائے قربانی کی نیت سے خریدی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی عمر کم ہے، یعنی دو سال سے کم ہے، اُس نے دوسری گائے خریدی، وہ بھی گا بھن نکلی، لوگوں نے کہا کہ گا بھن گائے کی قربانی نہیں ہوتی، پھر اس نے تیسرا گائے خریدی، اور اس کی قربانی کی، اب سوال یہ ہے کہ دوسرے گائے جو گا بھن نکلی، اس کا کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر زید پر قربانی واجب تھی تو اس کا واجب تیسری گائے سے ادا ہو گیا، اب پہلی اور دوسری گائیں اس کی ملکیت ہیں، ان کا جو چاہے کرے، اور اگر اس پر قربانی واجب نہیں تھی، بلکہ نفلی قربانی کی نیت سے گائے خریدی تھی تو دوسرے گائے جو گا بھن ہے، اس کی بھی قربانی لازم ہے۔

عالمِ دین کے لیے حج و قربانی کے قابل جمع کی گئی تنوہ پر یہ فرائض ادا کرنا لازم ہیں

سوال: ایک عالمِ دین نے مدرسہ سے تنوہ لے کر جمع کی ہے، تنوہ اتنی جمع ہے کہ وہ حج و قربانی و زکوٰۃ کے فرائض ادا کر سکتا ہے، کیا ان صاحب پر یہ فرائض لازم ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

زکوٰۃ، حج اور قربانی کے فرائض تمام مسلمانوں کے لیے ہیں، لہذا اگر مذکورہ عالمِ دین کے پاس اتنی رقم جمع ہے کہ وہ حج کر سکیں تو ان پر حج و قربانی فرض ہے، اور اگر مقدار نصاب رقم پر ایک سال گزر گیا ہو تو زکوٰۃ بھی فرض ہے۔

پیر کو کھلانے کی نیت سے یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم

سوال: پیر کے کھلانے کی نیت سے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے ذبیحہ شرعاً حلال ہوگا؟ اسی طرح بسم اللہ اللہ اکبر کی جگہ کسی دوسرے شخص کے نام پر ذبح کرنے سے ذبیحہ درست ہو گا یا نہیں؟ جیسے (بسم فلان)

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہے تو خواہ کسی کو کھلانے کی نیت ہو، جانور حلال ہو گیا لیکن اگر بسم اللہ کے بد لے کسی آدمی کا نام لکر ذبح کیا تو ذبیحہ حرام ہے۔



کارزار کائنات بزبانِ سائنس

مولانا حافظ محمد ملال بن عبدالفرید

اس ماہ سے ہم اپنے قارئین کرام کے لئے نئے سلسلے کا آغاز کارزارِ کائنات۔۔۔ بربزبانِ سائنس "کے عنوان سے کر رہے ہیں، جس میں جامعہِ حجاء یہ کے شعبہ کمپیوٹر کے اعزازی رئیس اور فاضل جامعہِ حمادیہ حضرت مولانا حافظ محمد ملال عبدالفرید صاحبِ فنا فاضل درس نظامی۔ وفاق المدارس العربیہ، ایم اے۔ اسلامک اسٹیڈیز ایم سی الیس۔ سوفٹ ویری انچینگ" (مختلف سائنسی موضوعات پر مضامین لکھا کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ نہ صرف یہ کہہ بہ نیا سلسلہ ہمارے خوش ذق اور تحقیق پسند قارئین کرام کو پسند آئے گا، بلکہ یہ ہماری نوجوان نسل کے لئے بے حد دلچسپی اور تحقیقی معلومات کا بھی باعث ہو گا۔

گرین کیا ہوتا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

بنیادی طور پر گرہن لگنا، ہم محاورتاً اس وقت کہتے ہیں جب کسی شخص کو یا کسی کام یا عمل کو، اچھے بھلے چلتے ایک دم سے نقصان یا حادثہ پہنچتا ہے۔ لیکن حقیقی طور پر اور عرف عام میں گرہن لگنے کی نسبت اور اس کی ابتداء ہماری کائنات کے اہم ترین فلکی اجسام سورج اور چاند کے تاریک ہو جانے یا مد ہم ہو جانے سے منسوب ہے اور اس کی وجہ ان دونوں اجسام کی فلکی گردشوں اور میں کے ساتھ اس کے مدار میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے جانے سے ہے جس کی وجہ سے کبھی سورج کو اور کبھی چاند کو گرہن لگتا ہے۔

"در حقیقت گرہن کا لفظ قدیم یونانی زبان سے ملکا ہے اور اس کے معنی "لاپتہ ہونے"

کے بھی ہیں اور ترک کر دینے" کے بھی ہیں۔

واضح رہے کہ ہماری میں پر عمومی طور پر گرہن کی دو اقسام ہیں جس میں لکھ کو ہم سورج گرہن کہتے ہیں اور دوسرے کو چاند گرہن کہا جاتے ہے۔ لیکن تکنیکی اعتبار سے دیکھیں تو یہ تیری قسم بھی گرہن کی ہوتی ہے، جس کو ہم اسٹیڈیا گرہن کہتے ہیں، یہ اس وقت ہوتا ہے جب ہماری کہکشاں میں موجود دو ستارے پس میں مل کر گرہن پیدا کرتے ہیں۔

ذیل میں ہم آپ کو ان تیوں گرہن کی اقسام اور ان کی ذیلی اقسام کے حوالے سے بتائیں گے۔



سورج گرہن (Solar Eclipse)

چلیں ہم سب سے پہلے سورج گرہن کی بات کرتے ہیں۔ سورج گرہن کو جاننے کے لئے یہ سمجھ لیجئے کہ ہماری زمین کے چاند (چنداماموں) جب میں کے گرد چکر لگاتے ہیں تو چاند کی زمین کے گرد گردش کے دوران ایسے موقع آتے ہیں جب ہمارا یہ چاند، سورج اور ہماری زمین کے درمیان آ جاتا ہے تو اس وقت یہ سورج کی روشنی کو زمین کے پہنچنے سے روک دیتا ہے اور یوں سورج کو گرہن لگ جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر کہیں تو چنداماموں، ہماری دھرتی مال یعنی میں کی سطح پر اپنا سایہ / عکس ٹل دیتے ہیں، جس کی وجہ سے سورج کی روشنی کو زمین کے پہنچنے میں رکاوٹ یا قفل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس وجہ سے سورج گرہن وقوع پذیر ہوتا ہے۔

سورج گرہن کی مزید تین اقسام ہیں اور ان تینوں اقسام میں فرق کا تعین دو عوامل سے ہوتا ہے۔ یعنی چاند، سورج کے راستے میں کس طرح اور کتنا رکاوٹ بنتا ہے۔

مکمل سورج گرہن

مکمل سورج گرہن کا عمل اس وقت ہوتا ہے جب چاند سورج اور زمین کے درمیان ایسے رکاوٹ بنتا ہے کہ وہ مکمل طور پر سورج کی روشنی کو روک دیتا ہے۔ کچھ سینکڑوں کے لیے (متعدد مرتبہ چند منٹ کے لیے) مکمل طور پر اندر ہمراہ ہو جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے رات کا وقت ہو۔



ناس کے مطابق: "مکمل سورج گرہن زمین پر صرف ایک آسمانی یا خلائی اتفاق کے باعث ممکن ہوتا ہے۔ یعنی چاند، سورج سے چار سو گناہجھے ہے لیکن یہ اس سے چار سو گندوں بھی ہے اس جیرت انگریز چومیڑی کے باعث جب چاند، یعنی سورج اور زمین کے درمیان موجود نہ ہتھی تو یہ مکمل طور پر سورج کی روشنی کو روکنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔"

مکمل سورج گرہن میں، چاند پوری طرح سے سورج کو چھپا لیتا ہے اور سورج کی روشنی ایک ہالے کی طرح نظر آتی ہے۔

چاند کا جو سایہ زمین پر پڑتا ہے اس کو انگریزی زبان میں اپاٹھ گر ٹو ٹیلیٹی کہتے ہیں ایسے کہہ لیں کہ یہ وہ لٹاٹے ہوتے ہیں جو مکمل طور پر نکلی ہو جاتے ہیں اور اسی چھوٹے سے حصے میں مکمل گرہن دیکھا جاسکتا ہے۔ میں پر سائے کی اس پٹی کے دونوں اطراف میلوں دور کن جزوی طور پر گرہن دیکھا جاتا ہے۔ سائے کی پٹی کے علاقے سے آپ حصتے دور ہوں گے اس قدر آپ گرہن کم دیکھیں گے اور آپ کو سورج کم سے کم حصہ چاند کے پہنچے چھپا نظر آئے گا۔

مکل سورج گرہن میں، چاند پوری طرح سے سورج کو چھپا لیتا ہے اور سورج کی روشنی ایک ہالے کی طرح نظر آتی ہے۔

چاند کا جو سایہ زمین پر پڑتا ہے اس کو انگریزی زبان میں 'پاتھ آف ٹولیٹی' کہتے ہیں یا یہ کہہ لیں کہ یہ وہ علاقے ہوتے ہیں جو مکل طور پر تاریک ہو جاتے ہیں اور اسی چھوٹے سے حصے میں مکل گرہن دیکھا جا سکتا ہے۔ زمین پر سائے کی اس پٹی کے دونوں اطراف میلions دور تک جزوی طور پر گرہن دیکھا جاتا ہے۔ سائے کی پٹی کے علاقے سے آپ جتنے دور ہوں گے اس قدر آپ گرہن کم دیکھیں گے اور آپ کو سورج کا کم سے کم حصہ چاند کے پیچھے چھپا نظر آئے گا۔

جہاں تک گرہن کے دورانیہ کا تعلق ہے اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ زمین سورج کے مقابلے میں اپنے مدار میں کس جگہ پر ہے اور چاند زمین کے مقابلے میں اپنے مدار میں کس جگہ پر ہے اور زمین کے کون سے حصے پر چاند کا سایہ پڑنے سے مکل طور پر تاریک ہو جائے گی۔

"لیکن ایک بات طے ہے کہ مکل سورج گرہن کا دورانیہ زیادہ سے زیادہ سات منٹ اور ۲۳ سیکنڈ کا ہو سکتا ہے۔"

کیا آپ جانتے ہیں کہ مکل سورج گرہن کتنے دنوں بعد یا کتنی دیر میں ہوتا ہے؟۔ اس بارے میں شاید آپ کا خیال ہو کہ ایسا کم کم ہی ہوتا ہے لیکن اصل میں ہر اٹھارہ ماہ بعد ایک مکل سورج گرہن ہوتا ہے۔

لیکن کیوں کہ زمین پر ایک ہی جگہ سے مکل سورج گرہن کا دوبارہ دیکھا جانا بہت کم ہی ہوتا ہے اور ایسا ^{۲۵} برس بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے، لہذا ہم کو ایسا لگتا ہے کہ مکل سورج گرہن بہت کم ہوتا ہے۔ اس سال بھی مکل سورج گرہن ہونے والا ہے لیکن اس کو دیکھنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ قطب جنوبی میں ہوں کیونکہ یہ صرف ویں نظر آئے گا۔

سالانہ گرہن



سالانہ سورج گرہن، جب چاند پورے سورج کو چھپا نہیں پاتا۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب چاند اور زمین کے درمیان زیادہ فاصلہ ہوتا ہے تو ظاہر ہے زمین سے چاند چھوٹا نظر آتا ہے اور اسی لیے یہ مکل طور

پر سورج کو چھپا نہیں پاتا۔ ایسے میں چاند کے گرد سورج ایک ہالے کی طرح نظر آتا ہے اور اس واقعہ کو سالانہ سورج گرہن کہا جاتا ہے۔

مکل سورج گرہن کی طرح سالانہ گرہن کے دوران سورج کا سایہ جس جگہ زمین پر پڑتا ہے اسے انگریزی زبان میں 'پاتھ آف اینولیری' کہا جاتا ہے۔ اس حصے کے دونوں جانب جزوی علاقے ہوتے ہیں۔

اس سال ۲۰۲۱ء میں جون کی ۱۰ اہم رنگ کو سالانہ سورج گر ہن شمالی عرض البلد کے انتہائی شمالی حصوں (کینیڈا کے کچھ حصے، گرین لینڈ) اور روس میں مکمل طور پر دیکھا گیا، جبکہ یورپ و سلطی ایشیا اور چین کے بعض حصوں میں جزوی طور پر سورج گر ہن تھا۔

امریکی غالائی اور اسے مطابق سالانہ سورج گر ہن عام طور پر خاص طویل ہوتے ہیں اور سورج ایک گول دائیہ میلیا لے کے طور پر زیادہ سے زیادہ دس منٹکت دکھائی دے سکتا ہے لیکن عام طور پر یہ پانچ سے چھ منٹ تک دکھائی دیتا ہے۔

امریکی غالائی اور اسے مطابق سالانہ سورج گر ہن عام طور پر خاص طویل ہوتے ہیں اور سورج ایک گول دائیہ میلیا لے کے طور پر زیادہ سے زیادہ دس منٹکت دکھائی دے سکتا ہے لیکن عام طور پر یہ پانچ سے چھ منٹ تک دکھائی دیتا ہے۔

ملا جلا گرسن

نومبر ۲۰۱۳ء میں یہ ملا جلا گر ہن ہوا تھا جو کینیڈا میں دیکھا گیا تھا۔

ملا جلا گر ہن جسے انگریزی میں "ہابرڈ گر ہن" کہتے ہیں وہ اس وقت ہوتا ہے جب چاند نیمن سے اتنے فاصلے پر ہوتا ہے کہ یہ سورج کو پوری طرح سے چھپا لے۔



لیکن جب چاند نیمن سے دوری کی طرف حرکت کرتا ہے تو یہ دنیا سے دور ہوتا جاتا ہے اور پورے سورج کو نہیں چھپا پا۔ یوں مکمل سورج گر ہن سالانہ سورج گر ہن میں بدل جاتا ہے۔ اس طرح جب چاند نیمن کی جانب حرکت کرتا ہے تو سالانہ سورج گر ہن مکمل سورج گر ہن میں بدل جاتا ہے۔

"ہابرڈ یا ملا جلا گر ہن کا ہونا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے ایسے گر ہن صرف چار فیصد ہی ہوتے ہیں۔"

اسے مطابق آخری ہابرڈ سورج گر ہن سنہ ۲۰۱۳ء میں ہوا تھا اور ایسے دوسرے سورج گر ہن کے لیے ہمیں ۲۰ اپریل سنہ ۲۰۲۳ء تک انتظار کرنا ہو گا جو انٹرو نیشنل، آسٹریلیا اور اپا نیو گنی میں دیکھا جائے گا۔

(ماخذ ذیلی سی و دیگر میں لا تقوی ذرائع)

(جاری ہے۔۔۔)



الحمد لله هر سال کی طرح امسال بھی 1442ھ بہ طابق 2021ء ملک کی ممتاز دینی درسگاہ

اجتیماعی قریبانی

درج شدہ رقم میں گائے
کی خلاں پالی و قصائی
کا خرچ شامل ہے۔

کا اہتمام کیا گیا ہے۔



وقتہ بانی گائے نی حصہ:
10,500 روپے
مکمل گائے: 73,500



بکرا: 27,000 روپے



گائے نی حصہ:
14,000 روپے



مکمل گائے: 98,000 روپے

اپنی قربانی عطیہ کیجئے۔

جامعہ حمادیہ کے طلباء و طالبات کے ساتھ چرم قربانی کے ذریعہ تعاون کیجئے۔

شہر کراچی میں موجود خواتین و حضرات درج ذیل نمبرات پر رابطہ فرمائیں۔

ہمارا نمائندہ رسید سمیت آپ کے دئے گئے پتہ پر پہنچ جائے گا۔



اندرون ویرون ملک سے مخیر
حضرات وقت قربانی کی رقم دئے گئے
بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر مارک
دئے گئے نمبر پر مطلع فرمائیں۔

AC. Title: JAMIA HAMMADIA
Bank: BANK ISLAMI
AC. No: 104100072770001
IBAN: PK 65 BKIP 0104100072770001
یہ کاؤنٹ صرف وقت قربانی کے لئے ہے۔
آئندہ بارزیکش کی سماں نیروں اپنے کریں۔
+92-333-3558552

0334-0037660 0315-0438683 0333-2347532
021-34685378 021-34571263 0308-8139480

مخیر خواتین و حضرات کے پرزا صرار پر جامعہ کی انتظامیہ نے مستحق طلباء و طالبات
اور بلوچستان کے اسماں نہ علاقوں کے لئے وقف قربانی کا اہتمام کیا ہے۔

بنگ کے لئے دئے گئے نمبرات پر رابطہ فرمائیں۔
+92-333-3558552
+92-21-34572537



گوگل پلے کے لئے QR Code اسکن کریں۔

www.JamiaHammadia.com
Write@JamiaHammadia.com
Fatwa@JamiaHammadia.com
@JamiaHammadia

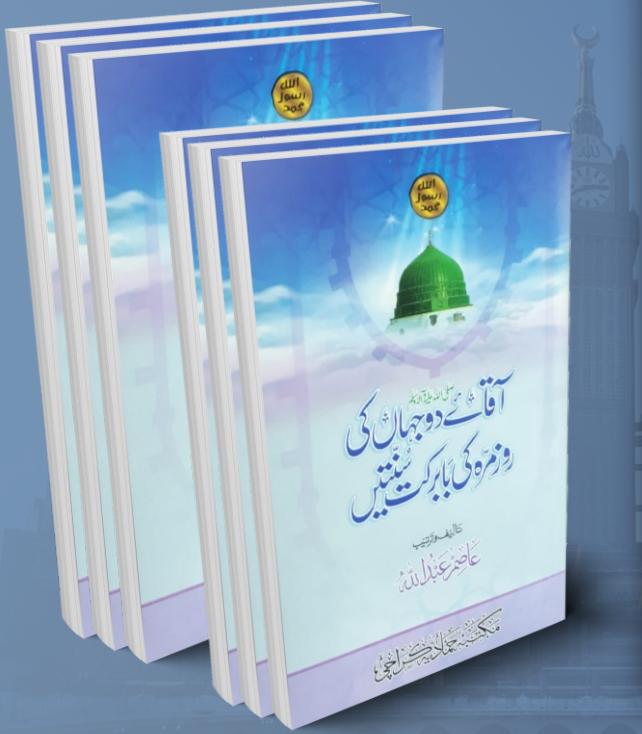
+92-334-0037660
+92-303-2203898

+92-21-34571263
+92-21-34685378
+92-21-34582143

JamiaHammadiaKarachi +92-21-34582143

حضرت مولانا عبد اللہ حبیب کی سوانح حیات

استاذ دینی دارالافتخار جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کا اونی کراچی
فضل باریتہ لعلہ عالم الاسلامیتہ علامہ بنوری ناؤن کراچی



سیدی وہشتی
حضرت مولانا عبد اللہ واحد صاحبؒ کی
سوائی حیات

منظراً اپر آگئی ہے۔

طیفِ حجاز

مُرْشِدِ المُؤْمِنِينَ حَمَادُ اللَّهِ بْنَ الْجَعْدِ
فَقِيلَ لِخَاتَبَ حَمَادَيْنَ وَقَدْ حَمَادَ اللَّهَ بْنَ الْجَعْدِ

پڑھنے والے سلف ختنتی مولانا عبد اللہ واحد صاحبؒ کی زندگی بلاشبھ تسلی و بالکرت تھی۔

ان کی زندگی ان سلاف کی حیات کا ملک کا نمود تھی کہ جن پر قویں فخر کرتی ہیں، اور ایک دیان سے اثر لیتی ہے۔ اس قابل عمل زندگی کو جو لوگوں کے سامنے پیش کرنا بہت ضروری سمجھا گیا تاکہ لوگ اسے پڑھ کر اپنی زندگی و آخرت سنوار سکیں۔

هم نے حضرت کی

سوائی حیات

کو یہی عرق ریزی و محبت سے نہایت ہی خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔
اس کتاب کو کتبیہ حمادیہ سے خریدیں اور اپنے حلق احباب کو جو حدیث پیش کریں۔
اگر اس کے پڑھنے سے کسی کی اصلاح ہوگئی تو آپ کی نجات کا ذریعہ ہو گا۔

مکتبۃ مکتبۃ الحسنۃ

شمارہ ۷۵۲۹
فون نمبر: ۰۲۱-۳۴۵۷۲۵۳۷، ۰۳۳۳-۳۵۵۸۵۵۲

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الحسنۃ، ۲، گلشنِ اقبال، کراچی

Designed Ammar Hameed

آفتاب سے دو ہماں کی روزمرہ کی بارکت سنتیں۔

اپنے موضوع پر یہ ایک شاہکار کتاب ہے، جس میں آنحضرتؐ کے روز و شب کے اعمال و معمولات، اوراد و وظائف اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق سنتیں نہایت دلنشیں انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

